کیرلا ریڈر
اردو
نویں جماعت

Kerala Reader
URDU
Standard
IX
Vol- I 1/2

GOVERNMENT OF KERALA
DEPARTMENT OF EDUCATION

Prepared by
State Council of Educational Research and Training (SCERT)
Kerala.
2019

قومی ترانہ

جن گن من ادھی نایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اتکل بنگا
وندھیہ ہماچل یمنا گنگا
اچھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے
تواشبھ آشش ماگے
گاہے توا جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیہ ہے جیہ ہے جیہ ہے
جیہ جیہ جیہ جیہ ہے!

عہد نامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔تمام ہندوستانی میرے بھائی اور بہن ہیں۔میں اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اس کے متنوع اور بیش بہا ورثے پر فخر ہے۔میں ہمیشہ اس کے شایانِ شان بننے کی کوشش کروں گا۔میں اپنے والدین، اساتذہ اور بزرگوں کا ادب کروں گا اور ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤں گا۔میں اپنے ملک اور لوگوں سے عقیدت کا عہد کرتا ہوں، ان کی بھلائی اور خوش حالی میں میری خوشی مضمر ہے۔

Prepared by:
State Council of Educational Research & Training (SCERT)
Poojappura, Thiruvananthapuram-12, Kerala
E-mail : scertkerala@gmail.com
©
Government of Kerala
Department of Education
2019

پیارے بچّو، خوش آمدید

نویں جماعت کی درسی کتاب 'کیرلا اردو ریڈر' آپ کے سامنے ہے۔یہ آپ کی دلچسپی کو نظر میں رکھ کر تیار کی گئی ہے۔جس میں بہترین کہانیاں، خوب صورت نظمیں، غزلیں، دلکش ڈرامے وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے ذریعے آپ دوسروں سے اردو میں گفتگو کرنے،ادب سے لطف اندوز ہونے اور تخلیقی صلاحیت حاصل کرنے کے قابل بن جائیں گے۔ ساتھ ساتھ آپ کو مختلف پیشوں سے محبت بھی پیدا ہوگی۔

نت نئ تبدیلیوں کے زمانے میں ہمارے اسکول ہائی ٹیک بن گئے ہیں۔ اس کے مطابق درسی کتاب اور تعلیمی عمل میں بھی چند تبدیلیاں لائی گئی ہیں۔

امید ہے کہ کیرلا کے ماحول کے مطابق تیار کی گئی یہ کتاب ایک حد تک آپ کی تعلیمی ضروریات پوری کرے گی اور اس کی مدد سے آپ اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں مہارت حاصل کرسکیں گے۔

ڈاکٹر جے۔ پرساد
ڈائریکٹر
ایس ۔سی ۔ای ۔آر ۔ٹی
کیرلا

فہرست

یونٹ ۱ آدمی، آدمی کے کام آئیں

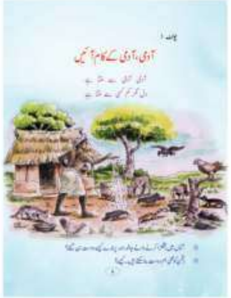

۱) دل کی آنکھیں	نظم	06
۲) صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے	گفتگو	09
۳) امتحان	افسانہ	13
۴) مٹّی کا دیا	نظم	20

یونٹ ۲ آگے آئیں دھرتی بچائیں

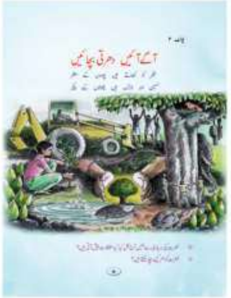

۵) بوندوں کی جھجھاہٹ	بیانیہ	24
۶) مٹی میں جان آگئی	نظم	27
۷) اسکاٹ لینڈ کا راجا	کہانی	30
۸) اور بھی سیّارے چاہیے	خط	37

یونٹ ۳ گھر گھر پودے لگائیں

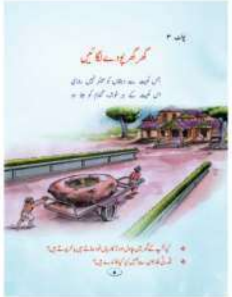

۹) کاٹو کھیتاں کاٹورے	نظم	41
۱۰) روٹیاں مزیدار ہیں	گفتگو	45
۱۱) جینے کے لیے	افسانہ	48

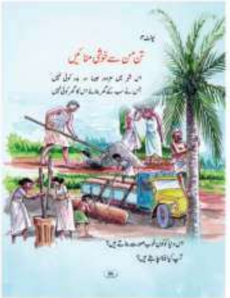

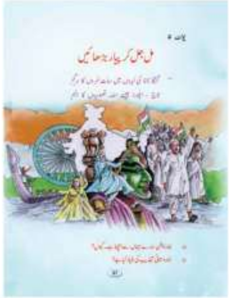

Vol 2

یونٹ ۴: تن من سے خوشی منائیں

یونٹ ۵: مل جل کر پیار بڑھائیں

یونٹ ۱

آدمی، آدمی کے کام آئیں

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

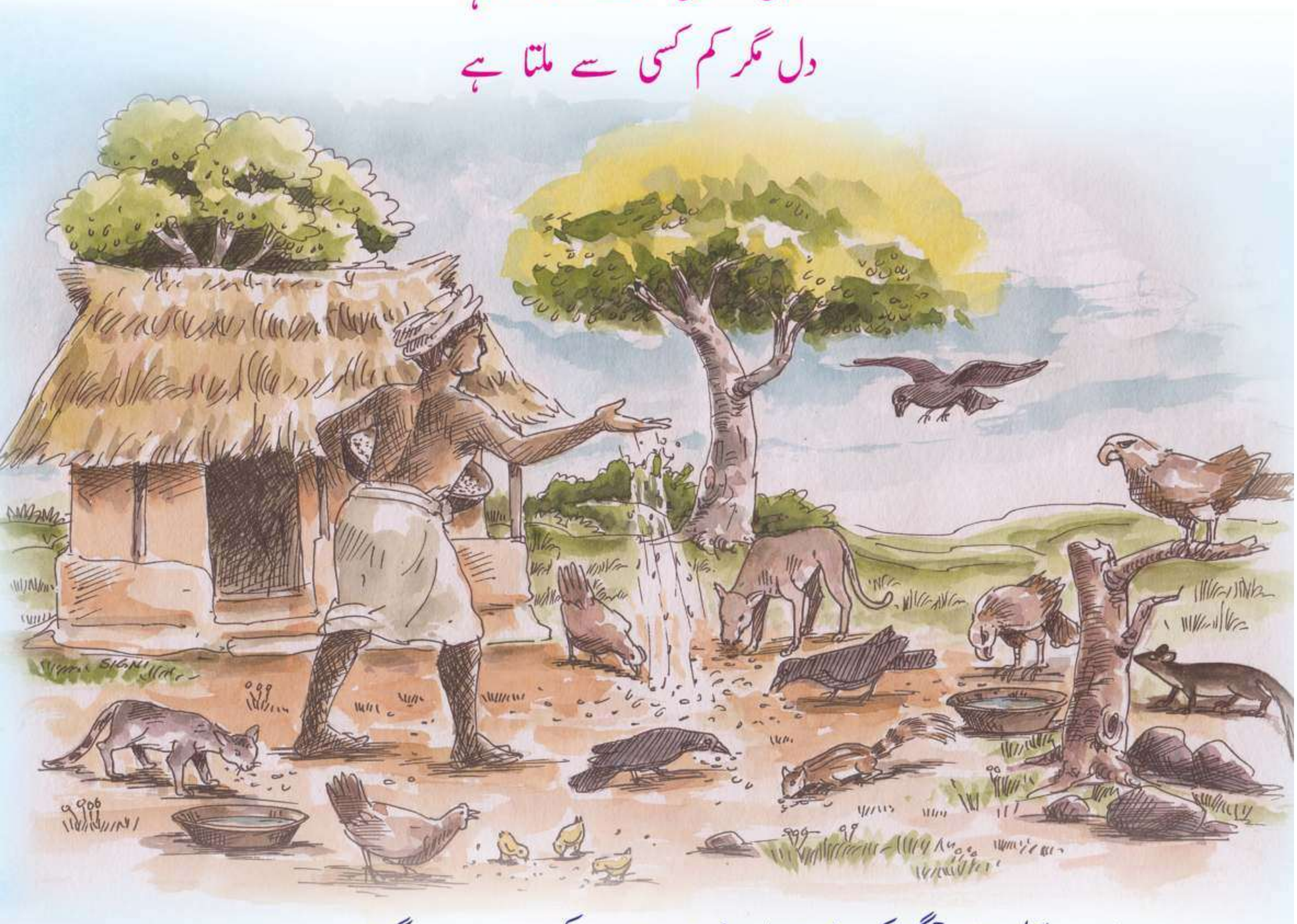

☆ آپس میں جھگڑا کرنے والے جانور اور پرندے کیسے دوست بن گئے؟

☆ دشمن کو بھی ہم دوست بنا سکتے ہیں۔ کیسے؟

دل کی آنکھیں

''اے بھگوان! آج یہ کیا ہوا؟ میں کیا کروں! ماں کے لیے دوا کیسے خریدوں؟ بیٹی ساوتری کے امتحان کی فیس کیسے ادا کروں؟'' بھگوان داس سوچنے لگا۔ جال پھینکتے پھینکتے وہ تھک گیا تھا۔ لیکن ایک بھی مچھلی اس کے جال میں نہ پھنسی۔ صبح دوپہر میں اور دوپہر شام میں ڈھلنے لگی۔

چاروں طرف اندھیرا چھانے لگا۔

مایوس ہوکر بھگوان داس سمندر سے گھر واپس آیا۔

منہ ہاتھ دھوکر گھر میں داخل ہوا۔ برآمدے میں اس کی بیوی بھاگمتی اور بیٹی ساوتری دیا جلا کر پوجا کر رہی تھیں۔

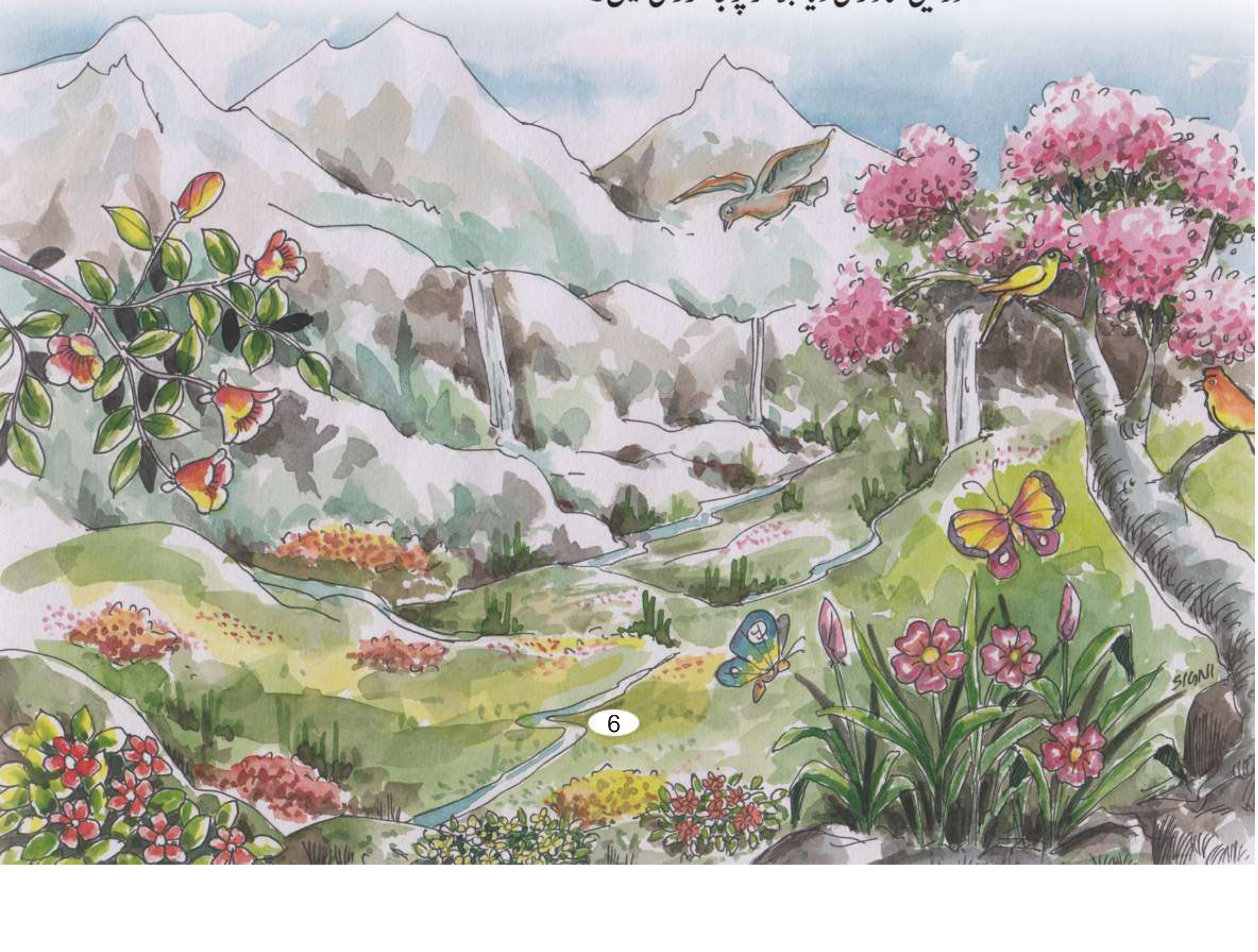

گلشن میں رنگ تیرا ہر گل میں تیری بُو ہے
ہر سمت تیرا جلوہ ہر شے میں تُو ہی تُو ہے
جس کی ہو کوئی حاجت تجھ سے ہی مانگتا ہے
محتاج بھی ترا ہے حاجت روا بھی تو ہے
جلووں سے اپنے یا رب یہ دل بھی جگمگا دے
مجھ کو ازل سے تیرے جلووں کی آرزو ہے
دنیائے رنگ و بو سے مجھ کو غرض ہی کیا ہے
تیری ہی جستجو ہے تیری ہی آرزو ہے
جس کے لیے تو نازاںؔ در در بھٹک رہا ہے
لے کھول دل کی آنکھیں وہ تیرے روبرو ہے

نازاںؔ جمشید پوری

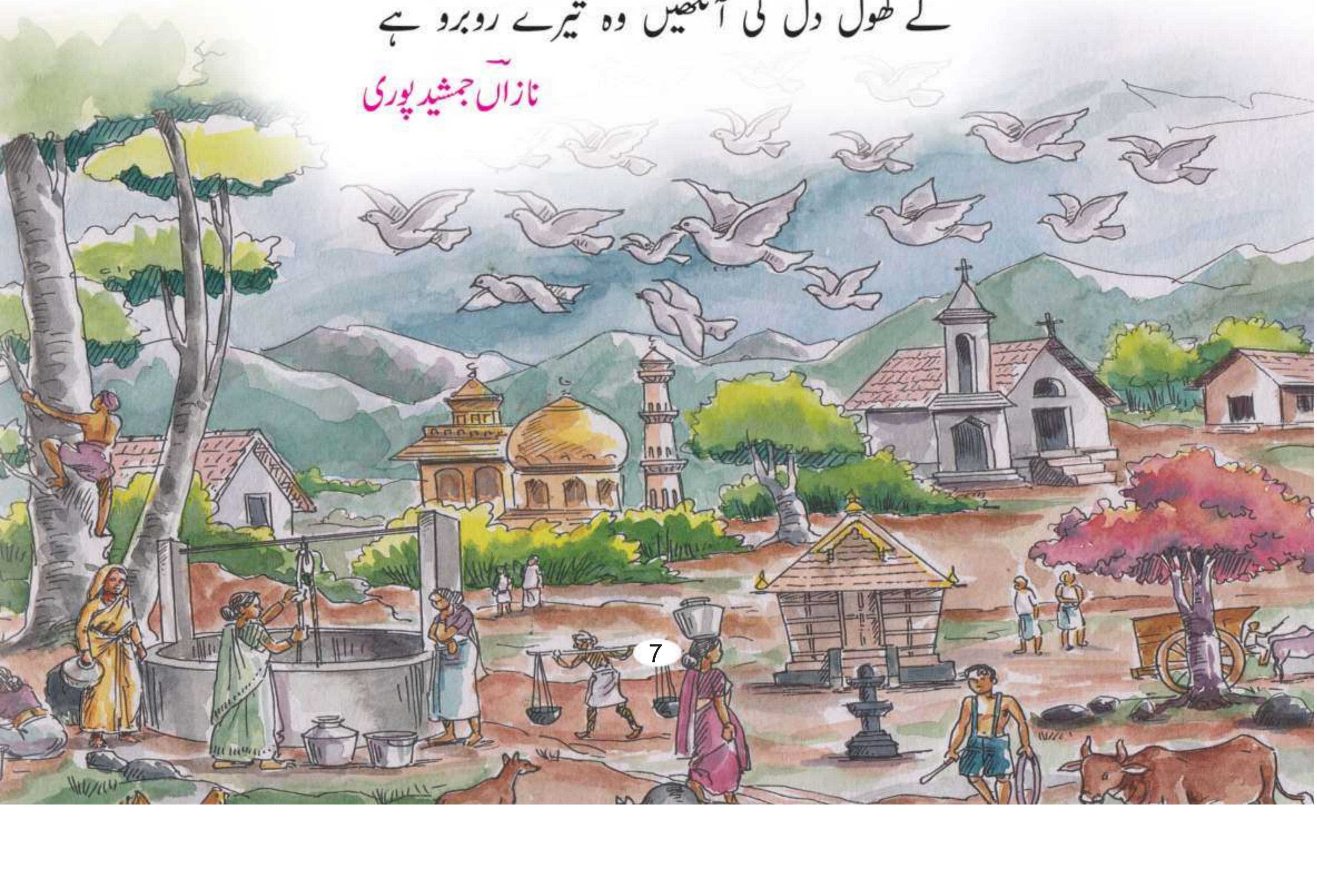

نازاںؔ جمشید پوری

نازاںؔ جمشید پوری اردو کے مشہور شاعر اور افسانہ نگار ہیں۔ ان کی پیدائش ۱ر جولائی ۱۹۵۰ء کو جمشید پور میں ہوئی۔ انھیں افسانے سے زیادہ شاعری سے دلچسپی ہے۔ 'موت کا سوداگر' 'بزدلی اور گھر والی' وغیرہ آپ کے مشہور افسانے ہیں۔ شاعری اور افسانے کے ذریعہ انھوں نے لاچاری اور ناانصافی کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔

پڑھیں لکھیں

☆ یہ دعائیہ نظم ترنّم کے ساتھ مل کر گائیں۔

☆ نیچے دیا ہوا شعر غور سے پڑھیے۔

دنیائے رنگ و بو سے مجھ کو غرض ہی کیا ہے
تیری ہی جستجو ہے تیری ہی آرزو ہے

بچّو' دنیا بہت خوب صورت ہے۔ اس شعر میں ''دنیائے رنگ و بو'' سے شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟ دو تین جملوں میں لکھیے۔

☆

جس کے لیے تو نازاںؔ در در بھٹک رہا ہے
لے کھول دل کی آنکھیں وہ تیرے روبرو ہے

بچّو' اس شعر میں شاعر خدا سے ملنے کے لیے 'دل کی آنکھیں کھول کر' دیکھنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

دیگر سرگرمیاں: ☆ سمگرا پورٹل (Samagra Portal) اور گوشہ ءمطالعہ کی مدد سے اور بھی دعائیہ نظمیں جمع کیجیے اور پسندیدہ کسی ایک نظم کو ترنّم کے ساتھ پیش کیجیے۔

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے

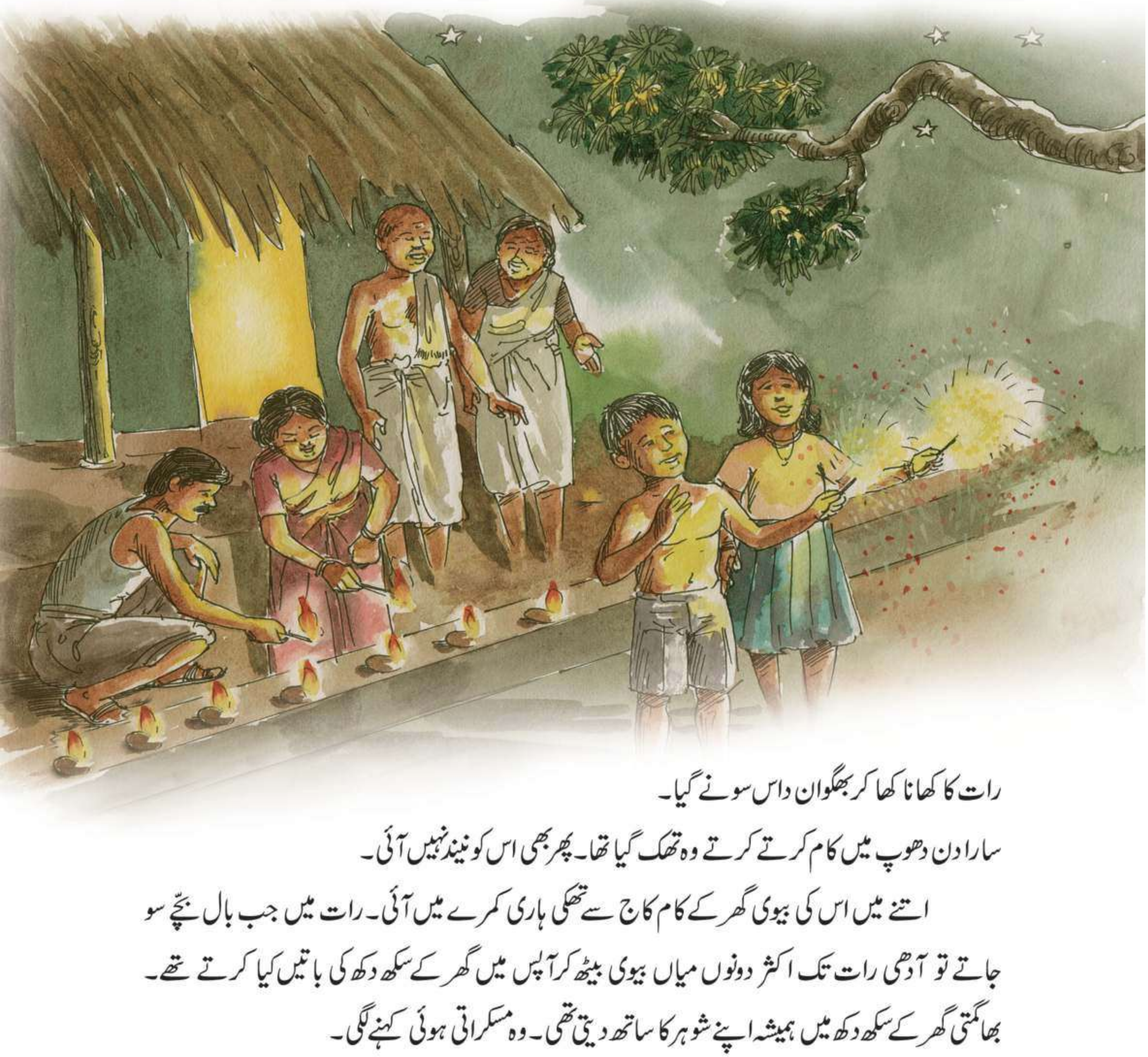

رات کا کھانا کھا کر بھگوان داس سونے گیا۔

سارا دن دھوپ میں کام کرتے کرتے وہ تھک گیا تھا۔ پھر بھی اس کو نیند نہیں آئی۔

اتنے میں اس کی بیوی گھر کے کام کاج سے تھکی ہاری کمرے میں آئی۔ رات میں جب بال بچّے سو جاتے تو آدھی رات تک اکثر دونوں میاں بیوی بیٹھ کر آپس میں گھر کے سکھ دکھ کی باتیں کیا کرتے تھے۔ بھاگمتی گھر کے سکھ دکھ میں ہمیشہ اپنے شوہر کا ساتھ دیتی تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی کہنے لگی۔

یہ کیا سوچ رہے ہیں میرے سرتاج! اب تک نیند نہیں آئی کیا؟
نیند کیسے آئے گی بھاگی؟ آگے دیوالی کی رات آئے گی نا؟
ہم کیسے دیے جلائیں گے؟
ہمارے آنسوؤں سے
دیپ جلا سکتے ہیں کیا؟

آگے دیوالی کی رات آئے گی نا؟ ہم کیسے دیے جلائیں گے؟ ہمارے آنسوؤں سے دیپ جلا سکتے ہیں کیا؟
بچّو، بھگوان داس اپنی بیوی سے کیا کہنا چاہتا ہے؟ بتائیے۔

آپ اتنے اداس کیوں ہیں؟ دل و دماغ کا سکون کیوں برباد کرتے ہیں؟
زندگی میں ایسی مشکل گھڑیاں آتی ہی رہتی ہیں میرے سرتاج! بھاگمتی نے نرمی سے کہا۔
ہم کیسے سکون سے بیٹھیں گے بھاگمتی؟
اگلے مہینے میں ساوتری کا امتحان ہے۔ اب تک اس کی فیس ادا نہیں کر پایا۔
بیٹی ہر دن ضد کرتی رہتی ہے۔
آپ صبر کیجیے۔ بھگوان ہمارے لیے کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالے گا۔
صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔
یہ تم کیا کہہ رہی ہو بھاگمتی؟ بھوکے پیٹ کیسے صبر ہوگا؟
دکھاوے کی عزّت اور شرافت سے کیا فائدہ!
دوسروں کی طرح ہمیں بھی آرام چاہیے۔ پیٹ بھر کھانا چاہیے!
آخر کب تک ہم اپنے ارمانوں کا گلا گھونٹتے رہیں گے؟

اپنا پیٹ جانور بھی بھر لیتے ہیں نا؟ آدمی وہی ہے جو آدمی کے کام آئے۔ خدا سے دعا کیجیے کہ اپنا کھانا شریفانہ رہے۔ جھوٹ، چوری اور رشوت سے پاک رہے۔ ہماری تھوڑی بہت ایمانداری اور صبر و رضا کے سبب لوگ ہماری عزّت کرتے ہیں۔ ورنہ ہمیں کون پوچھتا؟ بھاگمتی نے بڑی عاجزی سے اپنے شوہر کو بتایا۔

پڑھیں لکھیں

☆ ''اپنا پیٹ جانور بھی بھر لیتے ہیں نا؟ آدمی وہی ہے جو آدمی کے کام آئے۔ خدا سے دعا کیجیے کہ اپنا کھانا شریفانہ رہے''۔ بچّو! بھاگتی ایسا کیوں کہہ رہی ہے؟ اپنی رائے پیش کیجیے۔

☆ نیچے دیے گئے جملے غور سے پڑھیے اور ان کا مطلب اپنے الفاظ میں واضح کیجیے۔

❖ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ ❖ آدمی وہی ہے جو آدمی کے کام آئے۔

☆ اگلے مہینے میں ساوتری کا امتحان ہے۔ اب تک اس کی فیس ادا نہیں کر پایا۔

بچّو، اگر آپ کو بھگوان داس کی بیٹی ساوتری سے ملنے کا موقع ملا تو آپ اس سے کیا کیا باتیں کریں گے؟ گفتگو تیار کیجیے۔

☆ دیوالی، وشو جیسے مختلف قومی تہواروں کے موقع پر خوشیاں مناتے وقت ہم لوگ کئی دئے جلاتے ہیں، پٹاخے چھوڑتے ہیں اور پھلجھڑی جلاتے ہیں۔ اس وقت کبھی کبھی کوئی حادثہ یا خطرہ ہونے کا امکان ہے۔

بچّو، اس طرح کے حادثے یا خطرے سے بچنے کے لیے ہم کو کن کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ گروہ میں چرچا کر کے نوٹ لکھیے۔

امتحان

امتحان کے لیے فیس ادا کرنے کا آخری دن تھا۔ ساوتری کالج نہیں گئی۔
صبح صبح مایوس ہو کر امّی کے پاس آئی۔ ''امّی امّی ، آج فیس ادا کرنے کا آخری دن ہے۔
کسی نہ کسی طرح کچھ روپیے جمع کر دیجیے نا؟
ورنہ میں کالج نہ جا سکوں گی۔ اور نہ ہی امتحان دے پاؤں گی''۔
دیکھو بیٹی، ابّا جان کو اتنا پریشان مت کرو، وہ کل بھی تمھارے بارے میں کہہ رہے تھے۔
آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں امّی جان! کیا میں اپنی پڑھائی چھوڑ دوں؟
یہ کہہ کر ساوتری گھر کے کونے میں بیٹھی رونے لگی۔
اے بھگوان! اب میں کیا کروں! کہاں جاؤں؟
کس سے روپیے اُدھار مانگوں؟ بھاگمتی بے چین ہونے لگی۔
اتنے میں پڑوس کی بڑھیا ممتاز بیگم وہاں آ پہنچی۔
کیا بات ہے بیٹی! کیوں اتنی پریشان نظر آتی ہو؟
بھاگمتی نے ساری باتیں بیگم کو سنائیں۔
بیگم کچھ کہے بغیر وہاں سے چلی گئی اور جلدی
سے روپیے لے کر ساوتری کے پاس آئی۔
یہ لو بیٹی روپیے۔ امتحان کی فیس ادا کر دو۔
تم پڑھائی نہیں چھوڑو گی۔ پڑھ لکھ کر ہم سب کا
سہارا بنو گی۔

> ''بڑھیا ممتاز بیگم نے امتحان کی فیس ادا کرنے میں ساوتری کی مدد کی۔'' بچّو، آپ نے بھی اس طرح اپنے کسی دوست یا پڑوسی کی مدد کی ہوگی؟ بیان کیجیے۔

کیا تم وہ کہانی بھول گئی ہو؟ ساوتری کو بہلاتی ہوئی بڑھیا نے فرحت اللہ بیگ کی کہانی سنائی۔

کسی زمانے میں ہم لوگ بھی بڑے سمجھے جاتے تھے۔ لیکن زمانے کی گردش نے رفتہ رفتہ اچھی طرح پیس دیا۔ میری عمر کوئی سترہ سال کی تھی۔ انٹرنس کا امتحان پاس کرلیا تھا۔ لاکلاس (Law Class) کا پہلا سال بھی ختم نہ ہوا تھا کہ یکایک والد کا انتقال ہوگیا۔

گھر میں میری والدہ صاحبہ تھیں، میں اور میری چھوٹی بہن رضیہ۔ اس کی عمر پانچ سال کی تھی۔ والدہ کے پاس سِلائی کا کچھ کپڑا آ جاتا۔ اس سے اور تھوڑا بہت جو زیور رہا تھا اس کو بیچ کر گذارا کرتے۔ ''جب آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہو تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہیں ہوتا۔'' اس عرصہ میں میری لاکلاس کی مدّت بھی ختم ہوگئی اور امتحان کا زمانہ قریب آ گیا۔

اب سب سے بڑی مصیبت فیس کی تھی۔ کوئی ایسی چیز پاس نہ تھی کہ گروی رکھ کر یا بیچ کر یہ رقم ادا کی جاتی۔ رضیہ کے پاس گلے کا ایک لچھا اور پانو میں پازیب رہ گئی تھی۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ اس کو فروخت کر کے کام چلاؤ۔ میری حمیّت گوارا نہ کرتی تھی کہ اس معصوم کا زیور لوں۔ لیکن کیا کِیا جاتا اور کوئی دوسرا ذریعہ نہ تھا۔

والدہ صاحبہ جب رضیہ کا زیور اتارنے لگیں تو وہ مچل گئی۔ انھوں نے سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو بھائی جان پاس ہو جائیں گے تو تم کو اتنا زیور بنا دیں گے۔ تمھارے لیے گڑیاں لائیں گے۔ تم کو اچھے اچھے کپڑے سلوائیں گے۔ میں یہ سب سنتا رہا لیکن رضیہ کے ایک فقرہ نے ایسا بے تاب کر دیا کہ مجھ سے وہاں نہ ٹھہرا گیا۔ اس کا یہ کہنا کہ ''اگر بھائی صاحب پاس نہ ہوئے تو.....'' میرے دل میں تیر کی طرح لگا۔ بہر حال والدہ صاحبہ نے مارواڑی کے پاس ساٹھ روپیے میں دونوں چیزیں گروی کر لیں۔

میں نے فیس داخل کر دی۔ رات دن محنت کرتا رہا۔ آخر امتحان کا دن آ ہی گیا۔ ماں نے کہیں نہ کہیں سے کر کے دودھ، نان پاؤ رات کو رکھ دیا تھا کہ صبح ہی صبح کھا کر چلا جاؤں۔ لیکن رات کو کم بخت بلّی دودھ پی گئی۔ صبح کو والدہ صاحبہ اٹھیں تو سر پکڑ کر رہ گئیں۔ میں نے کہا: امّی آپ ناحق فکر کرتی ہیں۔ مجھے آج بھوک نہیں ہے۔ میں یہ کہہ کر چلا گیا۔

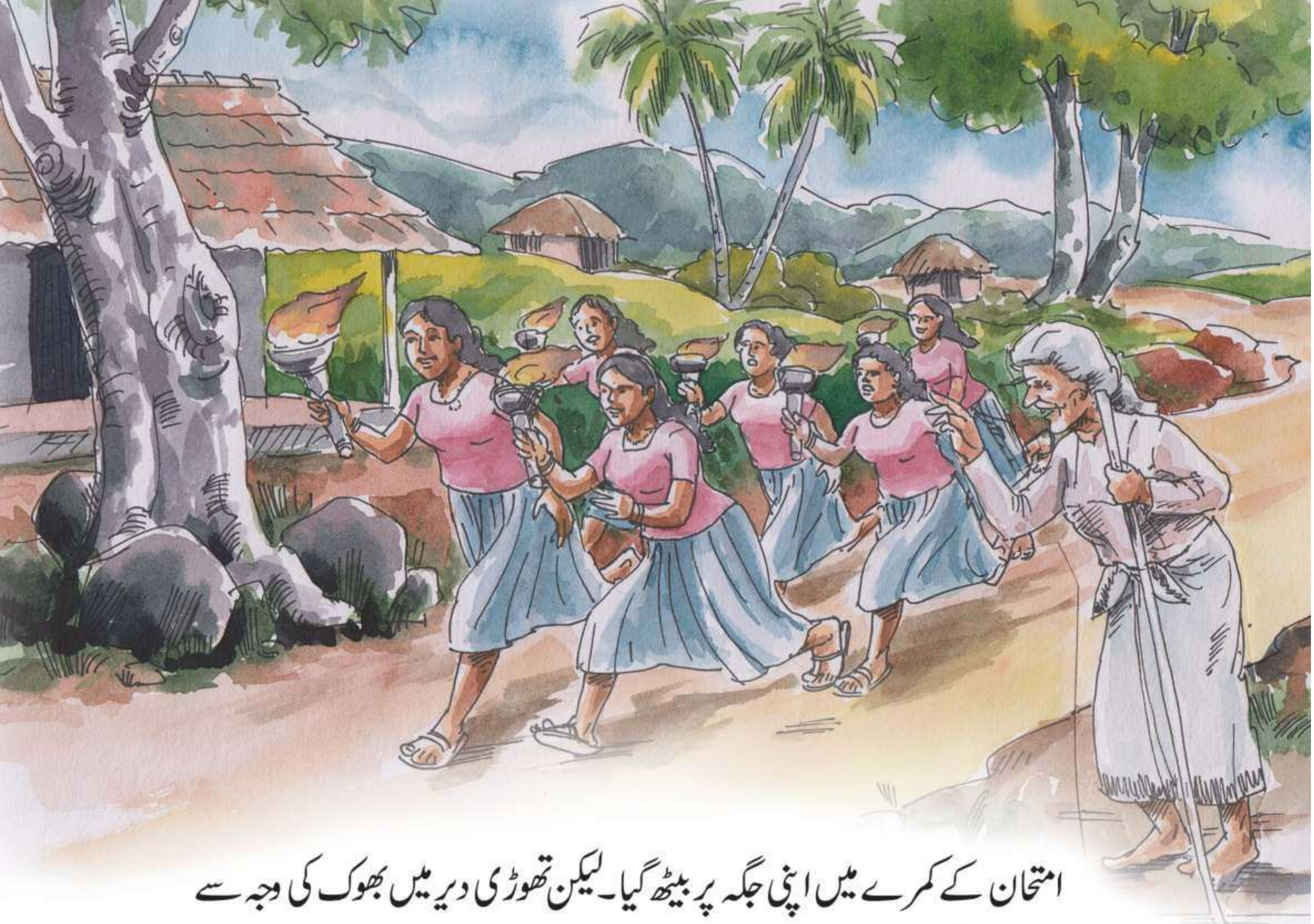

امتحان کے کمرے میں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔لیکن تھوڑی دیر میں بھوک کی وجہ سے چکّر آنے لگا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں نے میز پر سر رکھ دیا اور مجھ پر غفلت طاری ہوگئی۔ کسی نے آواز دی کہ'' جناب ! یہ امتحان کا کمرہ ہے، سونے کا کمرہ نہیں ہے۔'' میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک صاحب مسکراتے ہوئے میری طرف آئے اور کہا'' آپ امتحان دینے آئے ہیں۔ یا سونے آئے ہیں؟''

میں کھڑا ہو کر کچھ جواب دینا چاہتا تھا کہ میرے پانْو لڑکھڑانے لگے۔ نگراں کار صاحب یہ کیفیت برابر ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے تھے۔ کچھ سوچ کر میری طرف بڑھے اور کہا۔'' بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہوشیار بھی ہیں اور ذہین بھی۔ اور محنت بھی کی

ہے۔لیکن آپ کی اس حالت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

میں نے کہا۔''میں آج کھانا کھا کر نہیں آیا۔گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔'' میں نے ان کی طرف نظر اٹھائی تو ان کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔

مجھ کو صدر نگراں کار صاحب کی میز کے پاس لے گئے۔ وہاں چائے وغیرہ رکھی ہوئی تھیں۔ مجھ سے کہا۔ آپ اچھی طرح ناشتہ کر لیجیے۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور چائے پینے لگا۔ انھوں نے باتوں باتوں میں تمام حالات پوچھ لیے۔ بہرحال چائے کی پیالی پی کر میرے اوسان درست ہوئے۔ میں اپنی جگہ پر آ کر بیٹھا۔ پرچہ دیکھا تو واقعی آسان تھا۔

خدا خدا کر کے امتحان ختم ہوا۔ اب نتیجہ کے انتظار میں ایک ایک دن کاٹنا مشکل ہو گیا۔ آخر ایک دن نتیجہ شائع ہو گیا۔ نوٹس بورڈ پر نتیجہ لگا ہوا ہے اور سامنے سیکڑوں امیدوار کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے بھی گھس گھسا کر نتیجہ دیکھنا شروع کیا۔لیکن میرے نام کا نمبر نہیں تھا۔ کئی دفعہ دیکھا لیکن نام کا پتہ نہ چلا۔ آخر مایوسی کی حالت میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
اتنے میں کسی نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ پھر کر دیکھا تو وہی میرا فرشتۂ رحمت۔ ہنس کر کہنے لگا۔'' کہو، پاس ہو گئے؟'' میں نے کہا۔''نہیں۔'' اس نے نوٹس بورڈ جا کر دیکھا اور میرے پاس آ کر کہنے لگا۔''ارے میاں! تمھارا نام تو سب سے اوّل تھا۔ کسی دل جلے نے اوپر کا حصّہ پھاڑ دیا ہے۔''

فرحت اللہ بیگ

مرزا فرحت اللہ بیگ (۱۸۸۴-۱۹۴۷)

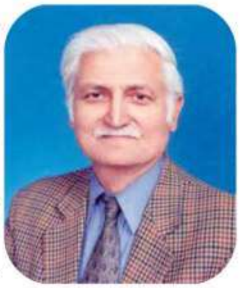

مرزا فرحت اللہ بیگ ۱۸۸۴ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورمنٹ ہائی اسکول سے حاصل کی۔ تعلیم کے بعد عدالت میں ملازم ہوئے۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر اپنا قلم اٹھایا ہے۔ سوانح حیات، افسانہ، ادبی تنقید وغیرہ کے ذریعہ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو مخصوص رنگ میں پیش کیا۔ ۱۹۴۷ء میں ان کی وفات ہوئی۔

پڑھیں لکھیں

☆ ''میں نے بھی گھس گھسا کر نتیجہ دیکھنا شروع کیا۔ لیکن میرے نام کا نمبر نہیں...آخر مایوسی کی حالت میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا''۔

بچّو' اس وقت لڑکے کے دل میں کیا کیا خیالات ابھر آئے ہوں گے۔ لکھیے۔

☆ ''جب آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہو تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہیں ہوتا۔''

بچّو، 'قارون کا خزانہ' ایک تلمیح ہے۔ ہر تلمیح کے پیچھے ایک کہانی ہوتی ہے۔ اس تلمیح سے کیا مراد ہے؟ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

☆ اس کہانی میں لڑکا لا کلاس کا امتحان اوّل درجہ میں پاس ہوا ہے۔

وہ خوشی خوشی اپنے گھر لوٹا۔

بچّو' پھر کیا ہوا ہوگا؟ کہانی کو آگے بڑھائیے۔

☆ انسان کی بھلائی پر لکھے ہوئے افسانے جمع کیجیے اور پسندیدہ کہانی فطری انداز میں پیش کیجیے۔

☆ میں آج کھانا کھا کر نہیں آیا۔ گھر میں آج کھانے کو کچھ نہ تھا۔لڑکے کی یہ بات سن کر نگراں کار صاحب کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔

بچو، اگر نگراں کار صاحب کی جگہ آپ ہیں تو اس لڑکے کی کس طرح مدد کریں گے۔ گروہ میں چرچا کر کے نوٹ تیار کیجیے۔

مٹّی کا دیا

فیس ادا کر کے شام کو ساوتری خوشی خوشی کالج سے گھر لوٹی۔
رات کا کھانا کھا کر سونے لگی۔
گہری نیند میں اس نے ایک خواب دیکھا کہ
ہاتھ میں جلتا ہوا مشعل لے کر کالج کی سہیلیاں
کہیں دوڑ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ بھی ان کے ساتھ
مشعل لے کر دوڑنے لگی۔ اچانک ہوا کے جھونکوں نے
مشعل کو بجھا دیا۔ وہ پریشان ہوگئی۔
سرِ راہ بیٹھ کر رونے لگی۔
اتنے میں اس نے دیکھا کہ
ایک بڑھیا سڑک کے کنارے بیٹھی مٹّی کا دیا جلا رہی ہے۔
ساوتری فوراً اس کے پاس گئی۔
اپنا مشعل پھر سے جلا کر دوڑتی ہوئی اپنی سہیلیوں کے پاس پہنچ گئی۔
اٹھو بیٹی، صبح ہوگئی ہے! آج کالج نہیں جانا ہے کیا؟
امّی کی آواز سن کر ساوتری نیند سے جاگ اٹھی اور خوشی سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔
اس کی آنکھیں اس بڑھیا کو دیکھنے کے لیے ترس رہی تھیں،
جس نے اس کی زندگی کا دیا دوبارہ روشن کر دیا تھا۔

جُھٹ پٹے کے وقت گھر سے ایک مٹّی کا دیا
ایک بُڑھیا نے سرِراہ لاکے روشن کر دیا
تاکہ رہ گیر اور پردیسی کہیں ٹھوکر نہ کھائیں
راہ سے آساں گزر جائے ہر اک چھوٹا بڑا
یہ دِیا بہتر ہے اُن جھاڑوں سے اور فانوس سے
روشنی محلوں کے اندر ہی رہی جن کی سدا

گر نکل کر اِک ذرا محلوں سے باہر دیکھیے
ہے اندھیرا گُھپ در و دیوار پر چھایا ہوا
سُرخ رُو آفاق میں وہ رہنما مینار ہیں
روشنی سے جن کی ملّاحوں کے بیڑے پار ہیں حالؔی

مولانا الطاف حسین حالؔی

خواجہ الطاف حسین حالؔی اردو کے مشہور شاعر اور نثر نگار ہیں۔ وہ ۱۸۳۷ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا - حالؔی مرزا غالبؔ کے شاگرد تھے۔ مقدّمہ شعر و شاعری، مسدّسِ حالؔی، حیاتِ سعدی، حیاتِ جاوید، یادگارِ غالبؔ وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۹۰۴ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ۱۹۱۴ء کو پانی پت میں وفات پائی۔

پڑھیں لکھیں

☆ یہ نظم ترنّم کے ساتھ گائیں۔

☆ یہ دِیا بہتر ہے اُن جھاڑوں سے اور فانوس سے
روشنی محلوں کے اندر ہی رہی جن کی سدا

اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ 'مٹی کا دیا' جھاڑوں اور فانوس سے بہتر ہے۔
بچّو' شاعر ایسا کیوں کہتا ہے۔شعر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆ بچّو، 'مٹی کا دیا' آپ نے پڑھی ہے نا؟ اس میں بڑھیا دوسروں کی بھلائی کے لیے دیا جلاتی ہے۔اس نظم کے ذریعہ شاعر انسان کی بھلائی پر اور کیا کیا کہتا ہے۔نوٹ لکھیے۔

☆ انسان کی بھلائی پر لکھی گئی اور بھی کئی نظمیں ہیں۔ چند نظمیں جمع کر کے لکھیے۔

یونٹ ۲

آگے آئیں دھرتی بچائیں

نظر کو لبھاتے ہیں پودوں کے منظر
حسین اور نازک ہیں پھولوں کے پیکر

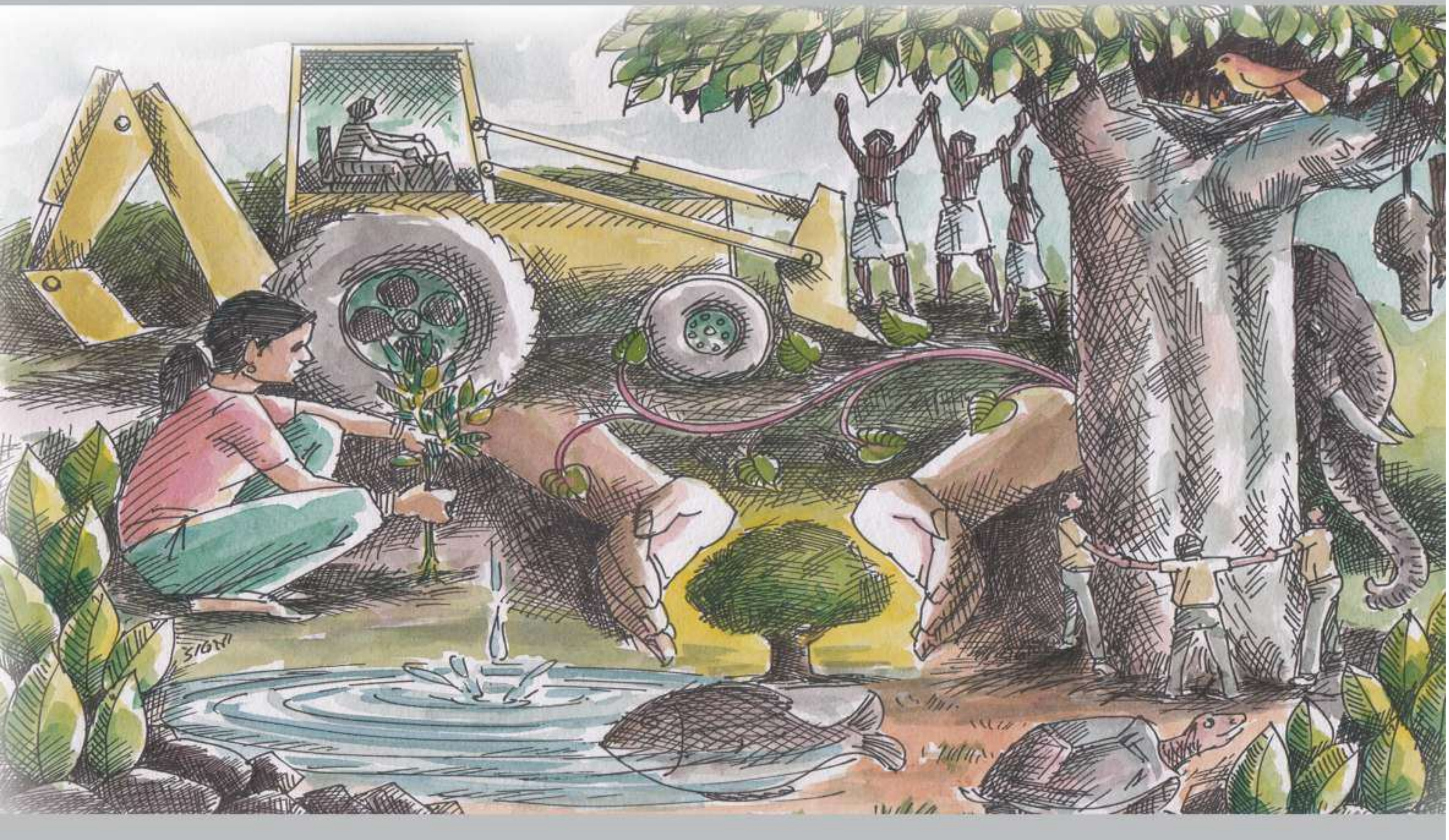

☆ فطرت کی بربادی سے ہمیں آج کل کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں؟
☆ فطرت کو ہم کیسے بچا سکتے ہیں؟

بوندوں کی جھجھماہٹ

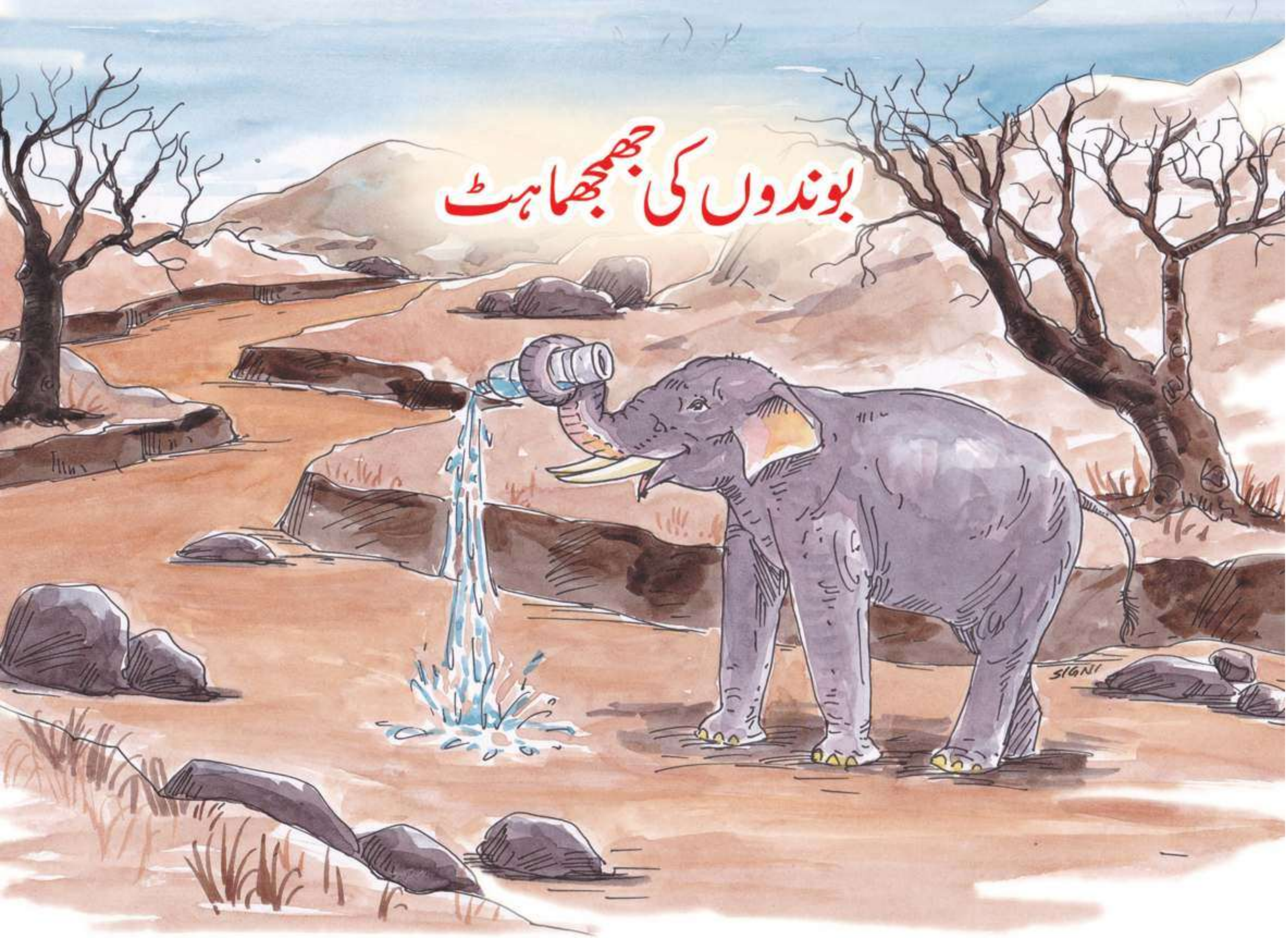

''اے خدا! ہم گاؤں والے کتنے دنوں سے ایک بوند پانی کے لیے ترس رہے ہیں!
کئی دنوں سے ہمارا یہی حال ہے۔ ہم پر ذرا رحم فرما......''
جاوید میاں دعا کرنے لگا۔

شام کا وقت تھا۔ بوڑھا جاوید میاں اپنے گھر کے دالان میں بیٹھا ہوا تھا۔
آسمان پر کالی گھٹائیں چھانے لگیں تو جاوید کا دل باغ باغ ہوگیا۔
بادل گرجنے لگے۔
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔

> ''آسمان پر کالی گھٹائیں چھانے لگیں تو جاوید میاں کا دل باغ باغ ہوگیا۔''
> بچّو، کالی گھٹائیں دیکھ کر جاوید میاں کیوں خوش ہو رہا ہے؟ بتایئے۔

پیڑ پودے، چرند پرند اپنی اپنی مسرّت ظاہر کرنے لگے۔

''بیٹی نجمہ، تم کہاں ہو؟ سوکھی سُپاری کو سنبھال کر رکھو۔ بارش ہونے والی ہے۔''

جاوید آواز دینے لگا۔ اتنے میں پانی برسنے لگا۔ آس پاس کے پودے خوشی سے سر ہلانے لگے۔ کچّی مٹی کی خوشبو سے فضا مہک رہی تھی۔ اب بارش زور پکڑنے لگی۔ جاوید برستے پانی کی طرف دیکھتے دیکھتے خیالوں میں گم ہو گیا......

''ایک زمانہ تھا جب ہم بارش میں بھیگتے اور ناچتے تھے۔ تالابوں اور ندیوں میں تیرتے اور نہاتے تھے۔ پانی کی وہ صاف اور شفاف لہریں! آج بھی مجھے یاد آ رہی ہیں۔ رنگ برنگ کے پھول، ہوا میں جھومنے والے پودے، پھولوں کے گرد اُڑتی پھرتی خوب صورت تتلیاں، دور دور تک پھیلے ہوئے کھیت اور ہریالی، واہ! کیا خوب نظارے تھے۔

وہ زمانہ بھی کیا زمانہ تھا! کاش میں پھر سے .....

مگر وہ صاف ستھرا پانی آج ہے کہاں؟

آج کل پینے کا پانی بھی بازار سے خریدا جا رہا ہے۔

کون جانے، آگے چل کر سانس لینے کو بھی قیمت چکانا نہ پڑے!

جاوید میاں مایوس ہونے لگا۔

جاوید گاؤں میں رہتا تھا۔

وہ ستر برس کا بوڑھا بیل گاڑی والا جاوید کے نام سے مشہور تھا۔

آج وہ سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس کی پیاری بیوی دو سال پہلے انتقال کر چکی تھی۔
اس کا اکلوتا بیٹا شکیل نیوزیلینڈ میں سائنس دان ہے۔
گھر میں اب اس کی بہو نجمہ، پوتی یاسمین اور پوتا نظام اس کے ساتھ رہتے ہیں۔

پڑھیں لکھیں

☆ جاوید میاں کہہ رہا ہے کہ آج کل پینے کا پانی بھی بازار سے خریدا جا رہا ہے۔
کون جانے، آگے چل کر سانس لینے کو بھی قیمت چُکانا نہ پڑے!
اس قول پر آپ اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

☆ کیرلا میں چوالیس ندیاں بہہ رہی ہیں۔ برسات کے زمانے میں ان ندیوں میں سیلاب کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہیں۔ پھر بھی گرمی کے موسم میں پانی کے لیے ہم ترستے ہیں۔
بچّو' ان قدرتی آفات (Natural Hazards) سے ہم کیسے نجات پا سکتے ہیں۔
گروہ میں چرچا کر کے نوٹ تیار کیجیے۔

☆ 'آسمان پر کالی گھٹائیں چھانے لگیں تو جاوید کا دل باغ باغ ہو گیا'
بچو' اس جملے میں 'باغ باغ ہونا' ایک محاورہ ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ لکھیے۔

☆ ایک زمانہ تھا جب ہم بارش میں بھیگتے اور ناچتے تھے۔ تالاب اور ندیوں میں تیرتے اور نہاتے تھے۔ پانی کی وہ صاف اور شفاف لہریں! آج بھی مجھے یاد آ رہی ہیں....
جاوید میاں اپنی زندگی کا تجربہ بیان کرتا ہے۔ آپ بھی اس طرح کا ایک تجرباتی نوٹ تیار کیجیے۔

مٹی میں جان آ گئی

بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج بڑھنے لگی۔
سارے چرند پرند بھیگنے لگے۔
جاوید کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ وہ خدا کا شکر ادا کرنے لگا۔
اتنے میں پانی کی بوندوں کی جھجھاہٹ اور سبزوں کی لہلہاہٹ زور پکڑنے لگی
اور بارش خوب برسنے لگی۔

وہ دیکھو اُٹھی کالی کالی گھٹا
ہے چاروں طرف چھانے والی گھٹا

گھٹا کے جو آنے کی آہٹ ہوئی
تو بے جان مٹّی میں جان آ گئی

زمیں سبزے سے لہلہانے لگی
کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی

جڑی بوٹیاں پیڑ آئے نکل
عجب بیل پتّے عجب پھول پھل

ہر اک پیڑ کا اک نیا ڈھنگ ہے
ہر اک پھول کا ایک نیا رنگ ہے

یہ دو دن میں کیا ماجرا ہو گیا
کہ جنگل کا جنگل ہرا ہوگیا

جہاں کل تھا میدان چٹیل پڑا
وہاں آج ہے گھاس کا بن کھڑا

ہزاروں پھُدکنے لگے جانور
نکل آئے گویا کہ مٹّی کے پر

(اسمٰعیلؔ میرٹھی)

اسمٰعیلؔ میرٹھی

اسمٰعیلؔ میرٹھی بچوں کا شاعر ہے۔ وہ ۱۲/نومبر ۱۸۴۴ء کو میرٹھ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ اب یہ گاؤں اسماعیل نگر کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے والد کا نام شیخ پیر بخش تھا۔ اسمٰعیلؔ میرٹھی نے اپنی شاعری کو بچوں اور بڑوں کی تعلیم وتربیت کا ذریعہ بنایا۔ انھوں نے بچوں کے لیے اردو زبان کا قاعدہ بھی ترتیب دیا۔ وہ انجمن ترقی اردو کی مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ اسماعیل میرٹھی ۷۳ سال کی عمر میں یکم نومبر ۱۹۱۷ء کو وفات پائی۔

پڑھیں لکھیں

☆ بچّو؟ پہلی بارش پر لکھی گئی یہ نظم ترنّم کے ساتھ گائیں۔

☆ شعر غور سے پڑھیے۔

زمیں سبزے سے لہلہانے لگی　　کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی
جڑی بوٹیاں پیڑ آئے نکل　　عجب بیل پتّے عجب پھول پھل

بچو، پہلی بارش سے زمین میں کیا کیا تبدیلیاں آتی ہیں؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆ بچّو اس نظم میں بارش برسنے کا منظر بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔
نظم کا تحسینی نوٹ تیار کریں۔

☆

تلوک چند محرومؔ

شفیع الدین نیّرؔ

بچّو' ان کو پہچانیے۔ یہ بچوں کے شعرا ہیں۔ ان شعرا کے بارے میں انٹرنیٹ یا گوشہ مطالعہ کی مدد سے معلومات حاصل کریں۔ پسندیدہ ایک شاعر پر نوٹ تیار کریں۔

دیگر سرگرمیاں

☆ بارش یا فطرت کی خوب صورتی پر لکھی ہوئی نظمیں انٹرنیٹ کی مدد سے جمع کریں اور پسندیدہ نظم ترنم کے ساتھ پیش کریں۔

اسکاٹ لینڈ کا راجا

رات کا وقت تھا۔

کھانے کے بعد سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

دیکھیے ابّا جان! یہ پکّے پکّے آم.......

ہمارے ہی پیڑ کے ہیں۔ جو امّی جان نے آنگن میں لگایا تھا۔

آج کل کی کڑی دھوپ نے پیڑ کو اُجاڑ دیا ہے۔ پھر بھی وہ خوب پھولتا پھلتا ہے۔

نجمہ آم چھلتی ہوئی بولی۔

جاوید اور بچّے مزے لے لے کر آم کھانے لگے۔

بارش کے موسم میں بھی آج کل یہ کڑی دھوپ کیوں ہے دادا جان؟

نظام نے بڑی حیرت سے پوچھا۔

اس کی کئی وجوہات ہیں بیٹے!

جاوید میاں موسم کی تبدیلی کی وجوہات بیان کرنے لگا۔

''دادا جان!

آج کل ہمارے گاؤں والے بھی اسکاٹ لینڈ کا راجا بن رہے ہیں کیا؟''

بیچ میں یاسمین نے پوچھا۔

اسکاٹ لینڈ کا راجا....؟ وہ کون ہے بیٹی؟ نجمہ نے پوچھا۔

وہ ایک احمق راجا ہے امّی جان! جس کی کہانی کافی مشہور ہے۔

وہ کہانی ذرا مجھے بھی سناؤ بیٹی۔

کیوں نہیں! بے شک۔

یاسمین یوں کہانی سنانے لگی۔

پُرانے زمانے کی بات ہے کہ ملک 'اسکاٹ لینڈ' میں ایک عیش پسند اور بے وقوف راجا حکومت کرتا تھا۔ وہ اپنے دیس کے لوگوں کی بھلائی کے لیے کچھ بھی نہیں کرتا تھا۔ بوڑھے لوگوں سے انھیں بڑی نفرت تھی۔ایک دن راجا گھوڑا گاڑی پر سوار ہوکر گلی سے گزر رہا تھا۔اچانک ایک اندھا بوڑھا گاڑی کے سامنے پڑ گیا۔ وہ بڑی مشکل سے سڑک

پار کر رہا تھا۔ بوڑھے کو دیکھ کر گاڑی والے نے رفتار کم کردی۔ یہ دیکھ کر راجا کو غصّہ آ گیا۔ فوراً حکم دیا کہ ''ہمارے ملک کے تمام بوڑھے لوگوں کو جلا وطن کر دیا جائے۔''

حکم پاتے ہی سپاہی لوگ دیس کے کونے کونے سے بوڑھوں کو چُن چُن کر جلا وطن کرنے لگے۔ راجا کے اس اندھے قانون کی وجہ سے دیس کے اکثر لوگ جان بچا کر دوسرے ملک میں جا بسے۔ ان کے دربار میں جتنے بوڑھے درباری تھے ان کو بھی نکال دیا گیا۔ اپنے دادا، دادی، نانا، نانی، ماموں، ممانی کی جُدائی پر دیس کے بچّے اور نوجوان بے حد ناراض ہو گئے۔

اُس ملک کی فوج میں شیام نامی ایک سپاہی تھا۔ اس کا باپ بھی بوڑھا ہو گیا تھا۔ راجا کی اس کاروائی سے وہ بے حد پریشان تھا۔ اُس نے اپنے گھر کے اندر ایک تہہ خانہ بنا کر ابّا جان کو وہاں چُھپایا۔ دن گزرتے گئے۔

ایک دن راجا محل کے اوپر چڑھ کر ادھر ادھر ٹہل رہا تھا، آس پاس کے بڑے بڑے پیڑوں کی وجہ سے راجا ٹھیک طور پر شہر دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

اُس نے سوچا کہ یہ سارے پیڑ پودے میرے لیے رُکاوٹ ہیں۔ راجا نے جھٹ سے حکم دیا کہ ملک کے سارے بڑے بڑے پیڑ کاٹ دیے جائیں۔ حکم ملتے ہی سپاہیوں نے دیش کے سارے پیڑ پودوں کو کاٹ ڈالا۔

شیام ہر دن تہہ خانے میں جا کر راجا کی یہ ساری نادان حرکتیں اپنے ابّا جان کو سناتا تھا۔ ایک دن ابّا جان شیام کو پاس بُلا کر نصیحت دینے لگے؛ پیارے بیٹے!

راجا کی یہ نا معقول اور بے تحاشا حرکتوں کی وجہ سے ہمارے ملک میں پانی کی قلّت ہوگی اور قحط بھی آئے گا۔

یہ بہتر ہوگا کہ اگلے چار پانچ سال کے لیے جو ضروری چیزیں ہیں، جمع کر کے رکھیں۔ فطرت کو بگاڑنے کی سزا ضرور ملنے والی ہے۔ یہ سن کر شیام ساری ضروریات کی چیزیں ڈھونڈ نکال کر جمع کرنے لگا اور تہہ خانے میں محفوظ رکھ دیا۔

جلد ہی فضا میں رطوبت کم ہونے لگی ، گرمی بڑھنے لگی۔ سخت گرمی کی وجہ سے انسان اور جانور مرنے لگے۔ بادل و بارش کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ ملک بھر میں سخت قحط پڑا اور پانی کی قلّت بھی۔ موسم خراب ہونے سے ملک میں مفلسی پھیل گئی اور سارے لوگ تڑپ تڑپ کر مر مٹنے لگے۔ راجا اپنی نامعقول حرکات کے نتائج سے بے خبر تھا۔ ملک کی موجودہ حالت دیکھ کر وہ ڈر گیا۔ انھوں نے اپنے دربار کے نوجوان وزیروں سے ملک کی پست حالی کے بارے میں چرچا کیا۔ لیکن کیا کریں کوئی حل ڈھونڈ نکالا نہیں جا سکا۔

''اے بھگوان ! اب میں کیا کروں ؟ ملک کے بوڑھے عقل مندوں کو میں نے ہی بھگایا ہے۔ کاش ! اگر آج وہ سب میرے ساتھ ہوتے ...

یہ کہہ کر راجا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

شیام کو جب پتہ چلا کہ راجا کے مزاج میں بدلاؤ آ گیا ہے، تو ایک دن وہ راجا سے ملنے گیا اور اس سے کہا۔ ''حضور! آپ گھبرایئے مت! میرے ابّا جان اب بھی اس ملک میں زندہ ہیں،

وہ ملک کی اس حالت سے نپٹنے کے لیے کوئی حل ضرور نکال سکتے ہیں۔

جلد ہی اس بوڑھے کو دربار میں حاضر کیا گیا۔ سب درباری بوڑھے کی باتوں پر کان لگا بیٹھے۔

بوڑھا کہنے لگا؛ جلد از جلد ملک بھر میں پیڑ لگائیں۔ پڑوس کے ملکوں سے بیج اور پودے منگوائیں اور جگہ جگہ تالاب اور کُنویں کھدوائیں...

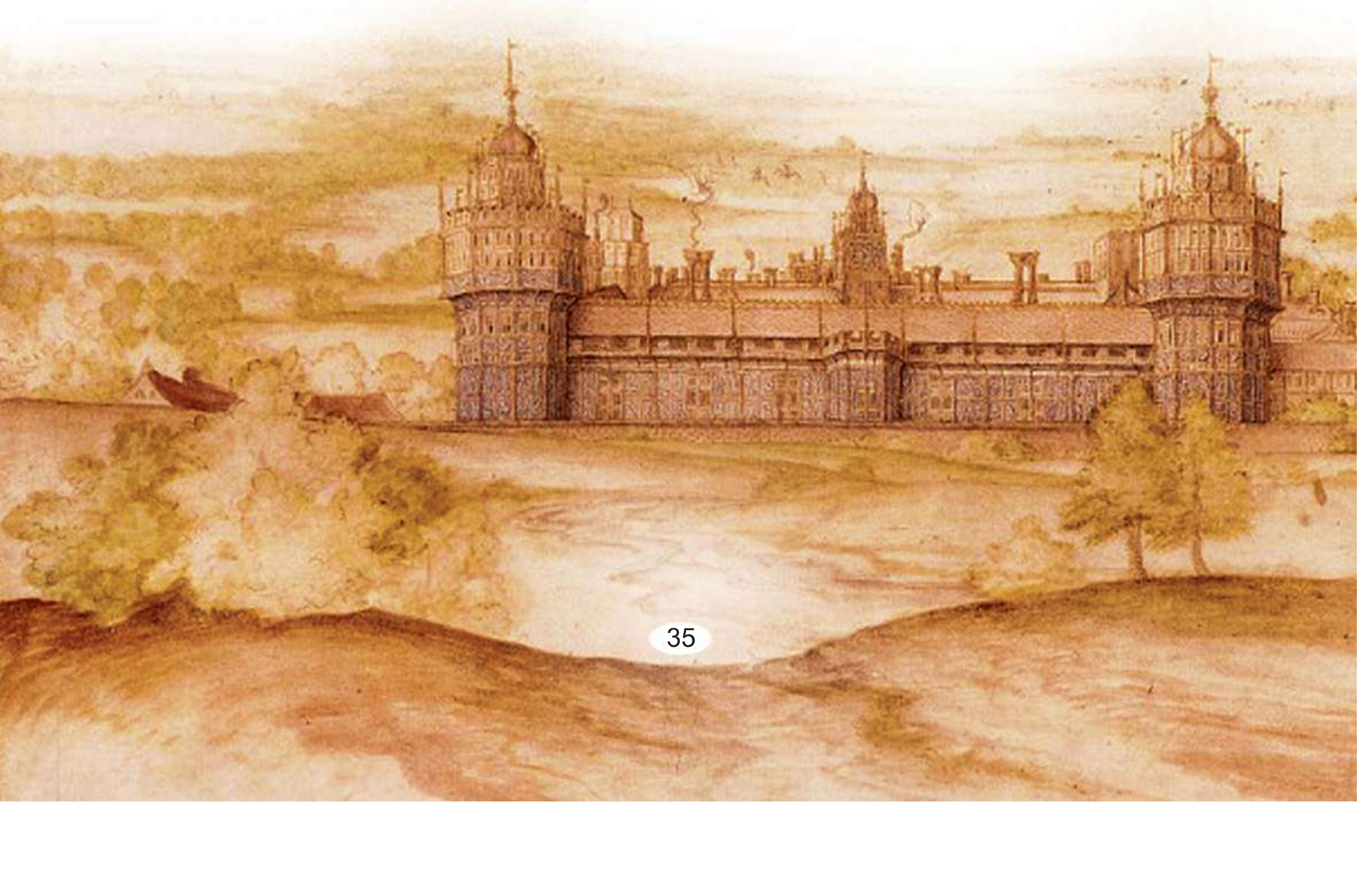

پڑھیں لکھیں

☆ شیام کے ابّا جان کہہ رہے ہیں کہ فطرت کو بگاڑنے کی وجہ سے ملک میں پانی کی قلت اور سخت قحط بھی آئے گا۔

بچّو، آج کل ہماری ریاست کیرلا کے قدرتی آفات (Natural Hazards) کی روشنی میں ہمیں کن کن باتوں پر احتیاط رکھنا ضروری ہے؟ گروہ چرچا کرکے نوٹ تیار کیجیے۔

☆ جاوید میاں کہہ رہا ہے کہ موسم کی تبدیلی کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ یہ وجوہات کیا کیا ہیں؟ گروہ میں چرچا کرکے نوٹ تیار کیجیے۔

☆ کہانی اسکاٹ لینڈ کا راجا کے کردار کون کون سے ہیں؟ آپ کے پسندیدہ کردار کے بارے میں ایک نوٹ تیار کیجیے۔

☆ اس کہانی کے کس حصّے نے آپ کو زیادہ متاثر کیا ہے؟ گروہ چرچا کے ذریعہ اس حصّے کا مکالمہ تیار کرکے رول پلے کریں۔

☆ 'اسکاٹ لینڈ' میں ایک عیش پسند اور 'بے وقوف' راجا حکومت کرتا تھا'۔

یہ جملہ غور سے پڑھیے۔

اس میں لفظ 'وقوف' کے پہلے 'بے' لگانے سے نفی کے معنی پیدا ہوگئے ہیں۔

بچّو، اس طرح اور بھی کئی الفاظ ہیں انھیں ڈھونڈ نکالیں۔

جیسے: بے ادب، بے قرار، .....

اور بھی سیّارے چاہییے

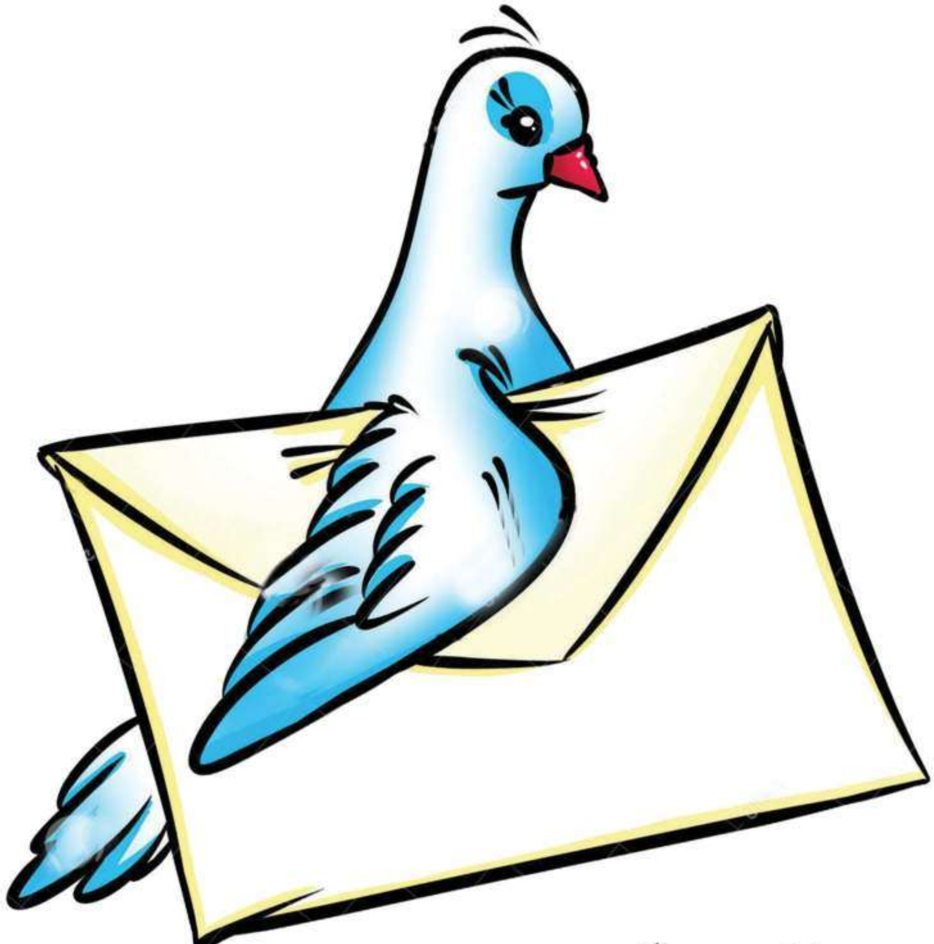

سورج کی کرنیں آنے لگیں۔

چڑیاں اپنے اپنے آشیانوں سے دانے کی تلاش میں اِدھر اُدھر اڑ رہی تھیں۔

صبح کی چہل قدمی کے بعد جاوید اور بہو نجمہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

یاسمین اور نظام اسکول جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

دیکھو یاسمین بیٹی ! ای۔میل میں تمھارے ابّا جان کا خط آیا ہے۔

سب مل کر خط پڑھنے لگے۔

نیوزی لینڈ،

۱۰/اگست ۲۰۱۹ء

پیاری یاسمین بیٹی.... جیتی رہو! سب کو میری پیار بھری دعائیں۔

تمھارا خط ملا۔ یہ جان کر مجھے بڑا فخر محسوس ہو رہا ہے کہ تم علاقائی کلب کے سمینار میں ماحولیات کے تحفظ پر ایک مقالہ پیش کرنے والی ہو۔ مبارک ہو بیٹی' فطرت کو بچانے کے لیے تمام لوگوں کو اس طرح کے قدم اٹھانا چاہیے۔

تم جانتی ہو کہ آبادی کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کی ضرورتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور قدرتی وسائل محدود ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لیے قدرتی توازن بگڑتا جا رہا ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ ۲۰۵۰ء تک پہنچتے پہنچتے ہماری آبادی دوگنا چوگنا بڑھ جائے گی اور ہمارے رہن سہن کے لیے زمین جیسے تین سیّاروں کی ضرورت ہوگی۔

نیوزی لینڈ کی ایک عجیب بات ہے کہ یہاں کے ایک طبقے کے لوگ، جن کو 'ماووری' کہتے ہیں، ندی، نالے اور نہروں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہاں کے سب لوگ پانی کی حفاظت میں بڑا دھیان رکھتے ہیں اور ماحولیات کا تحفظ اپنی اپنی ذمّہ داری سمجھتے ہیں۔

مقالہ تیار کرنے میں امّی جان سے مل کر انٹرنیٹ سے بھی تم فائدہ اٹھا سکتی ہو۔ سمینار میں اپنے خیالات اچھے انداز میں پیش کرو۔ تمھارے اس مقالے سے سب کو فائدہ ہوگا۔ میں یہاں خیروعافیت سے ہوں۔ تم دونوں داداجان اور امّی جان کی باتیں ماننا اور ان کی طبیعت کا خیال رکھنا۔ اگلے اونم کی چھٹیوں میں ہم آجائیں گے۔

نیک تمنّاؤں کے ساتھ...

تمھارا ابّو

پڑھیں لکھیں

☆ آپ کے اسکول میں ماحولیات کے تحفظ پر ایک سیمینار منعقد ہونے والا ہے۔ اشاروں کی مدد سے اس کے لیے ایک پوسٹر تیار کیجیے۔

اشارے: عنوان، مقام، تاریخ، افتتاح، لے آؤٹ وغیرہ

☆ بچّو، ماحولیات کے تحفظ پر اس سیمنار کے لیے ایک مقالہ تیار کیجیے۔

☆ سیمینار کے بعد یاسمین اپنے ابّا جان کے نام خط لکھ رہی ہے۔ خط تیار کرنے میں اس کی مدد کریں۔

☆ آپ کے گاؤں یا شہر کے ندی اور نالے کا پانی کوڑا کرکٹ ڈالنے سے گندا ہو رہا ہے۔ اس کے خلاف صدر پنچایت کے نام پر ایک شکایت نامہ تیار کیجیے۔

یونٹ ۳

گھر گھر پودے لگائیں

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشہء گندم کو جلا دو

❖ کیا آپ کے گھر میں چاول اور ترکاریاں خود بناتے ہیں یا خریدتے ہیں؟
❖ قدرتی غذاؤں سے ہمیں کیا کیا فائدے ہیں؟

کاٹو کھیتاں کاٹو رے

کاٹو　　کھیتاں　　کاٹو رے
گھر　گھر　روٹی　　باٹو رے
خون　　پسینہ　　پیرو رے
چاند　　ستارے　　کاٹو رے

عورتوں کی میٹھی میٹھی آوازوں سے فضا گونج رہی تھی۔ وِکاش پوری گاؤں میں فصل کٹائی کا جشن تھا۔کسان فرنانڈز صبح سویرے اُٹھ کر خوشی خوشی اپنے کھیت کی طرف نکلا۔تمام گاؤں والے فصل کی کٹائی میں مصروف تھے۔

اتنے میں اس کا بیٹا رافیل اپنے دوست سلیم کے ساتھ وہاں آپہنچا۔کھیت میں فصل کاٹنے والی عورتیں، خوشی خوشی گیت گانے والے بچّے اور نوجوان، یہ سب سلیم کے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ تالیاں بجانے اور گانے لگا۔

کاٹو کھیتاں کاٹورے گھر گھر روٹی باٹورے
خون پسینہ پیرورے چاند ستارے کاٹورے
کاٹو کھیتاں کاٹورے
گھر گھر روٹی باٹورے

جھاڑ جھکولے چھاٹیں گے ندّی نالے پاٹیں گے
نوے رستے کاٹیں گے دنیا نھاٹی نھاٹیں گے
کاٹو کھیتاں کاٹورے
گھر گھر روٹی باٹورے

آؤ چٹاناں توڑیں گے ندّی نالے موڑیں گے

پیاسی پیاسی کھیتی ہے کھیت میں پانی جوڑیں گے

کاٹو کھیتاں کاٹورے

گھر گھر روٹی باٹورے

آنکھ سے آنسو پوچیں گے جگ میں خوشیاں باٹیں گے

خون پسینہ پیریں گے چاند ستارے کاٹیں گے

کاٹو کھیتاں کاٹورے

گھر گھر روٹی باٹورے

سلیمان خطیبؔ

سلیمان خطیبؔ (۱۹۷۸-۱۹۲۲)

سلیمان خطیبؔ اردو کے مشہور شاعر ہیں۔ ان کی پیدائش کرناٹک کے بیدر کے قریب معین آباد میں ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام محمد صادق تھا۔ سلیمان خطیب کو بچپن ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ ان کی اکثر نظمیں طنز و مزاح پر مبنی ہیں۔ دیہاتی زندگی اور دلفریب دکنی لوک گیتوں سے انھیں بڑی دلچسپی تھی۔ 'پہلی تاریخ' اور 'ساس بہو' آپ کی مشہور نظمیں ہیں۔ ۲۲/ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو آپ کی وفات گلبرگہ میں ہوئی۔

پڑھیں لکھیں:

☆ بچّو، کھیتی باڑی سے متعلقہ یہ لوک گیت ہم سب مل کر گائیں۔

☆ آنکھ سے آنسو پوچھیں گے　　جگ میں خوشیاں باٹیں گے

خون پسینہ پیریں گے　　چاند ستارے کاٹیں گے

بچّو' ان اشعار میں شاعر کیا بیان کرتا ہے؟

ان اشعار کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆ اس لوک گیت میں شاعر نے کسان اور کھیتی باڑی کی اہمیت پر بیان کیا ہے۔ وہ کیا کیا ہیں؟

بچّو' نظم کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆ بچّو' ''جو بوئے گا وہ کاٹے گا'' یہ کھیتی باڑی سے متعلقہ ایک کہاوت ہے۔

اسی طرح اور بھی کہاوتیں ہیں۔ گوشہء مطالعہ کی مدد سے جمع کر کے پیش کیجیے۔

☆ اردو میں اسی طرح کے کئی مشہور لوک گیت ہیں۔

انٹرنیٹ یا گوشہء مطالعہ کی مدد سے لوک گیت جمع کیجیے اور ترنّم کے ساتھ پیش کیجیے۔

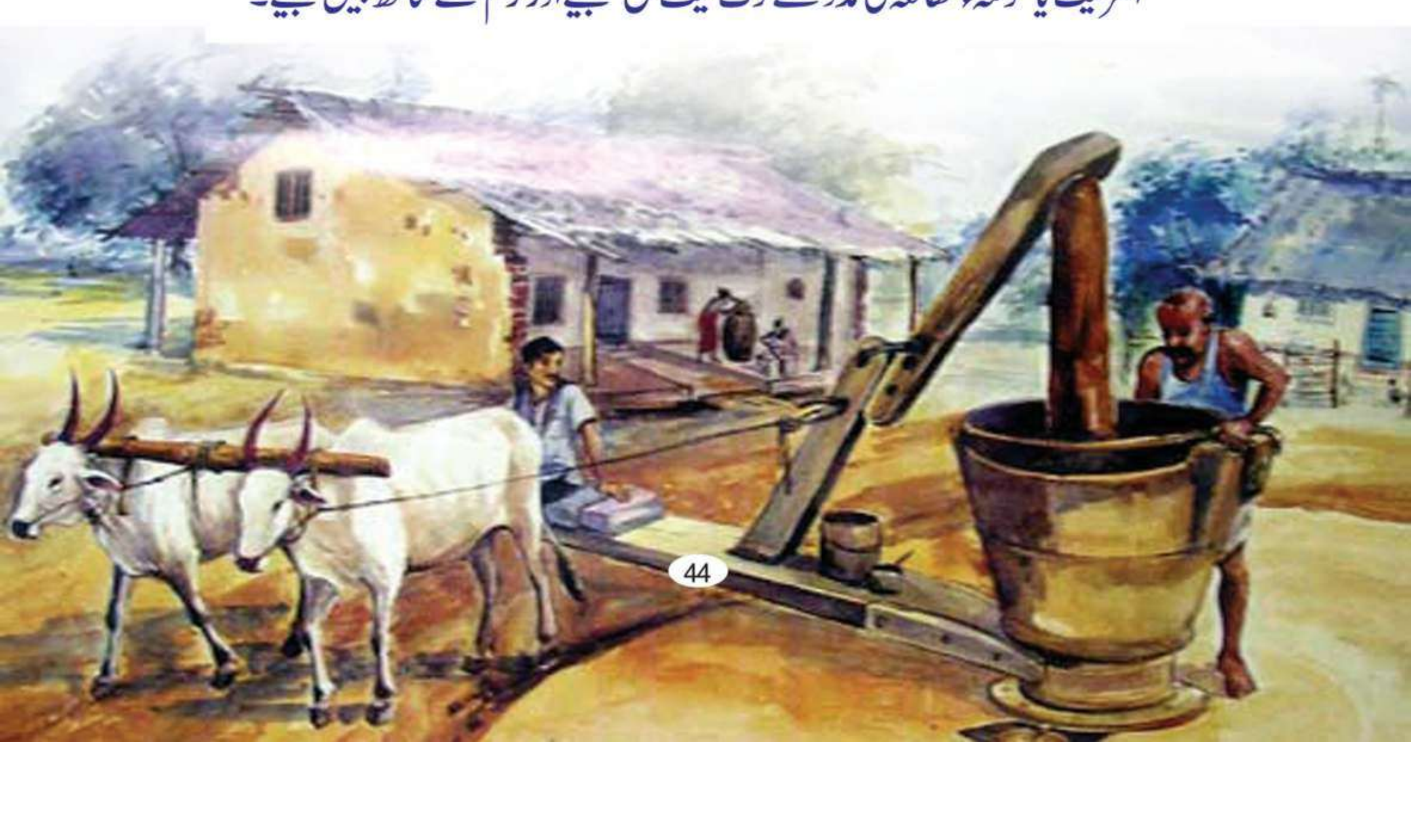

روٹیاں مزیدار ہیں

''واہ! کتنا خوبصورت ہے، واقعی گاؤں کا یہ نظارہ جنّت نما ہے''۔
دور دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے سلیم نے کہا۔
رافیل بیٹے! تم کب آئے؟ یہ کون ہے تمھارے ساتھ؟
ہم صبح سویرے آئے، یہ میرا ہم جماعت سلیم ہے ابّا جان۔
بنگلور کے بڑے سوداگر احمد شاہ کا بیٹا ہے، وہ آپ سے ملنے آیا ہے۔
مجھ سے ملنے؟ کیا بات ہے بیٹے؟

ہاں پپا، وہ ہمارے گاؤں کی کھیتی باڑی اور آپ جیسے کسانوں کی محنت دیکھنے آیا ہے۔

اچھا بیٹے! اس کو سب کچھ دکھادو اور گھر لے جاؤ۔ باتیں وہیں ہوں گی۔شام کو میلا بھی دیکھنے جائیں گے۔

سنہرا رنگ لیے فصلیں، صاف شفاف پانی سے بھرے ندی نالے، دور دور تک پھیلی پہاڑیاں دیکھ کر سلیم بہت خوش ہوا، دونوں باتیں کرتے ہوئے گھر پہنچے۔

رافیل بیٹے، ناشتہ تیار ہے۔سلیم کو بھی بُلاؤ! ہم سب مل کر ناشتہ کریں۔

''یہ روٹیاں بڑے مزیدار ہیں امّی جان۔'' روٹیوں کا مزہ لیتے ہوئے سلیم نے کہا۔

ہاں بیٹے، یہ ہمارے ہی کھیت کے دھان سے تیار کی گئی ہیں۔

ہم شہر کے لوگ کھانے کی تمام چیزیں بازار سے ہی خریدتے ہیں امّی جان!

آج کل کی ساری چیزوں میں ملاوٹ ہے بیٹے؟

کیمیائی کھاد کے غیر سائنسی استعمال سے نہ جانے کیا کیا بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ ہم اپنی محنت سے کھانے کی چیزیں بناتے ہیں۔فرنانڈز نے کہا۔

ٹھیک ہے ابّا جان، آپ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں! خود محنت بھی کرتے ہیں اور دوسروں کے پیٹ بھی بھرتے ہیں۔

ضرور! ہم بڑے خوش نصیب ہیں، پھر بھی ہمارے دن رات کی محنت کون سمجھتا ہے؟ ہمارا دکھ درد کون جانتا ہے؟ موسم کی تبدیلی، پانی کی قلّت، اناج کی کم قیمت...

نہ جانے اور کیا کیا مسائل پیش آتے ہیں؟

ٹھیک ہے ابّا جان، آپ جیسے کسانوں کے مسائل کے بارے میں ہم نے کہانیوں میں پڑھا ہے۔

پڑھیں لکھیں

☆ موسم کی تبدیلی، پانی کی قلّت، اناج کی کم قیمت...نہ جانے کیا کیا مسائل پیش آتے ہیں۔
بچّو! کسانوں کے مسائل کے بارے میں چند جملے لکھیں۔

☆ آج کل کھانے کی اکثر چیزوں میں ملاوٹ ہے۔حد سے زیادہ کیمیائی کھاد کے استعمال کرنے سے نہ جانے کیا کیا بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔
بچّو، اس سے بچنے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اپنے خیالات لکھیے۔

☆ فرنانڈز ایک محنتی کسان ہے۔ وہ کھیتی باڑی میں نت نئے طریقے استعمال کرتا ہے۔ سرکار کی طرف سے اس کو ایوارڈ بھی ملا ہے۔
بچّو، اگر آپ کو اس سے ملنے کا موقع ملا تو آپ کیا کیا سوالات کریں گے۔سوالات تیار کیجیے۔

☆ گاؤں کے خوبصورت نظارے دیکھ کر سلیم بنگلور واپس گیا اور گاؤں کی ساری باتیں امّی جان کو سنانے لگا۔ بچّو، دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو تیار کیجیے۔

دیگر سرگرمیاں: ☆ کسان اپنے کھیت میں کام کرنے کو پاوڑا جیسے آلات استعمال کرتے ہیں۔
کھیتی باڑی کے لیے اور کیا کیا آلات یا اوزار استعمال کرتے ہیں؟
بچّو، اس کی فہرست تیار کر کے 'میرا گلشن' میں لکھیے۔

جینے کے لیے

رات اندھیری تھی اور آسمان پر تارے چھٹکے ہوئے تھے۔

گوبردھن مکان سے باہر کھلے میدان میں پلنگڑی پر پڑا آسمان کو تک رہا تھا اور ذرا فکرمند تھا کہ جیٹھ کا مہینہ ختم ہو رہا ہے اور آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آتا۔ مگر اس کو یقین تھا کہ آساڑھ کے آتے ہی موسم درست ہو جائے گا اور پانی برسے گا۔

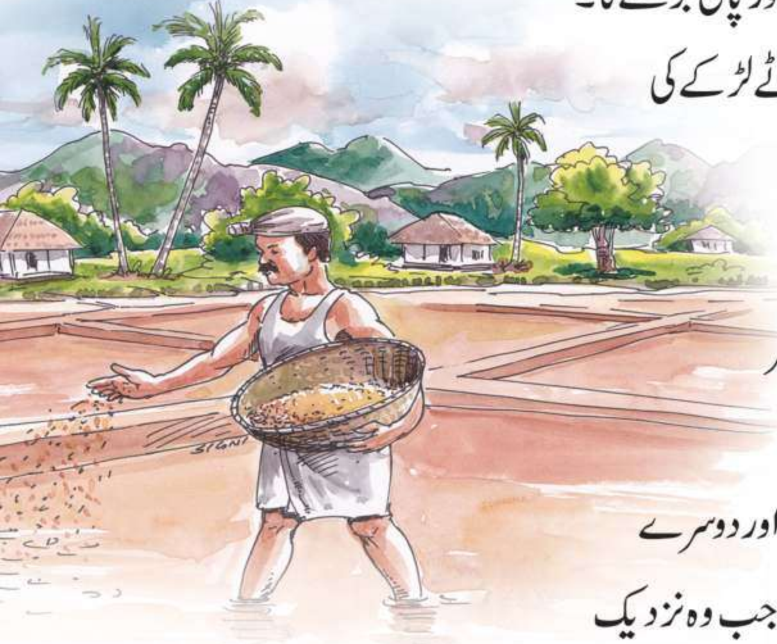

وہ سوچنے لگا کہ اس سال فصل سدھر گئی تو چھوٹے لڑکے کی شادی کر کے اطمینان کا سانس لے گا۔

پھر اس کے سر پر کوئی ذمّہ داری نہیں رہے گی۔

وہ اسی قسم کی باتیں سوچ رہا تھا کہ اسے روشنی نظر آئی اور کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔

وہ اٹھ کر بیٹھ رہا۔ کوئی آدمی ایک ہاتھ میں لاٹھی اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین لیے اس کی طرف آ رہا تھا۔ اور جب وہ نزدیک آ گیا تو اس نے پہچان لیا کہ وہ آنے والا رام لال ہے۔ گاؤں کے بڑے زمیندار بابو گردھاری سنگھ کا خاص پیادہ۔ رام لال کو پہچانتے ہی اس کا ماتھا ٹھنکا۔ اتنی رات گئے رام لال کا آنا اچھا شگون نہیں ہو سکتا۔ جیسے ہی رام لال سامنے آیا گوبردھن اٹھ کر سلام کیا اور خوشامدانہ انداز میں بولا۔

''کھیر تو ہے لال بھائی! ای گھڑی آئے ہو کیا بات ہے؟''

رام لال نے جب کوئی جواب نہیں دیا تو گوبردھن نے سمجھا کہ کوئی سخت بات ہے اور

رام لال بھی خفا ہے تو رام لال کو خوش کرنے کے لیے اس نے کہا۔

''بیٹھو رام لال بھائی، چلّم لاتا ہوں دو دم لگا لو۔''

رام لال نے کہا۔''نہیں گوبردھن سمے نہیں ہے۔ سارا گاؤں گھومنا ہے، سب کو خبر دینا ہے، صبح سویرے بنگلے پر بلاوا ہے۔''

اتنا کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ یکا یک مڑا اور اس کے پاس آگیا اور آتے ہی بولا۔ ''گوبردھن ذرا لاؤ چلّم ، دو دم لگا لیں'' اور پاس ہی پڑی ہوئی لکڑی پر بیٹھ گیا۔ گوبردھن جلدی سے گھر کے اندر گیا اور چلّم بھر کر لے آیا۔

''ہم کو ٹھیک معلوم نہیں گوبردھن، ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں کے کسانوں پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔''

''یہ کیسے کہہ سکتے ہو'' گوبردھن نے پوچھا۔

''دو دن سے بڑے سرکار، چھوٹے سرکار، اور سب چھوٹے بڑے زمیندار بیٹھ کر آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے اور اس طرح کہ کوئی دوسرا نہ سننے پائے۔'' رام لال نے کہا۔

گوبردھن نے ذرا اطمینان کی سانس لی اور بولا۔ ''نہیں رام لال بھائی گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ زمینداری اٹھ رہی ہے۔ سب بچار کرتے ہوں گے کہ زمینداری ختم ہونے کے بعد کیا کریں گے؟''

رام لال بولا۔ ''بھیّا ہم ان سب کو جانتے ہیں۔ تم کیا جانو۔''

رام لال چلا گیا۔ لیکن اس کے منہ سے ایسی باتیں سن کر گوبردھن کی ہمّت ٹوٹ گئی۔ ٹھیک ہی بات تھی ۔ رام لال سے زیادہ زمینداروں کو اور کون جانتا تھا۔ اس کی ساری زندگی

زمیندار کی خدمت گزاری میں کٹی تھی۔

رام لال کے چلے جانے کے بعد گوبردھن کو نیند نہ آئی۔ اس کی آنکھ جھپکتی اور کھل جاتی تھی۔ دل کے اندر ایک عجیب سی بے چینی محسوس کرتا تھا۔ جو اس کی سمجھ میں نہ آتی تھی اور بار بار سوچتا تھا کہ آخر بنگلے پر کس لیے بلاوا ہے۔ رام لال اتنا اداس کیوں ہے؟

صبح ہوئی تو زمیندار کے بنگلے پر پہنچا۔ وہاں احاطے میں بہت سے لوگ پہلے ہی سے موجود تھے۔ آخر گاؤں بھر کی ساری رعایا کو کیوں بلایا گیا ہے؟۔

آخر کچھ دیر کے بعد بڑے سرکار گھر کے اندر سے بنگلے پر آئے۔ ان کے آتے ہی سارے لوگ سمٹ کر بنگلے کے قریب آ گئے اور بڑے سرکار ذرا نزدیک آئے ۔ جب کوئی ان کی طرف مخاطب ہوا تو انھوں نے کہنا شروع کیا۔

'' تم لوگوں کو بلایا ہے کہ ایک بات کہوں۔ بات ایسی ہے کہ جس کے کہتے مجھے دکھ ہوتا ہے۔ مگر کوئی چارہ بھی نہیں اور وہ بات یہ ہے کہ جو رعیّت بھی میری جتنی زمین جوتتا ہے اسے اب اس کے پاس نہیں جانا ہوگا۔ میں سب سے اپنی زمین واپس لیتا ہوں۔''

بڑے سرکار کی زبان سے یہ اعلان سننا تھا ایک کہرام سا مچ گیا۔ زمین واپس لے لیں گے تو پھر کسی رعیت کے پاس کیا رہ جائے گا۔ گاؤں میں کسی کسان کے پاس اپنی اتنی زمین نہیں تھی کہ اپنا اور گھر والوں کا پیٹ پال سکے۔ سب کے سب زمیندار کی زمین جوت کر گزارا کرتے تھے۔ ہر طرف سے دہائی پڑنے لگی '' سرکار ہم سب مر جائیں گے۔'' بڑے سرکار نے بھی ایک کا بھی جواب نہیں دیا اور چپ چاپ گھر کے اندر چلے گئے۔ کچھ دیر تک تو لوگ وہاں منڈلاتے رہے۔ آخر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کو معلوم ہوا کہ گاؤں کے دوسرے

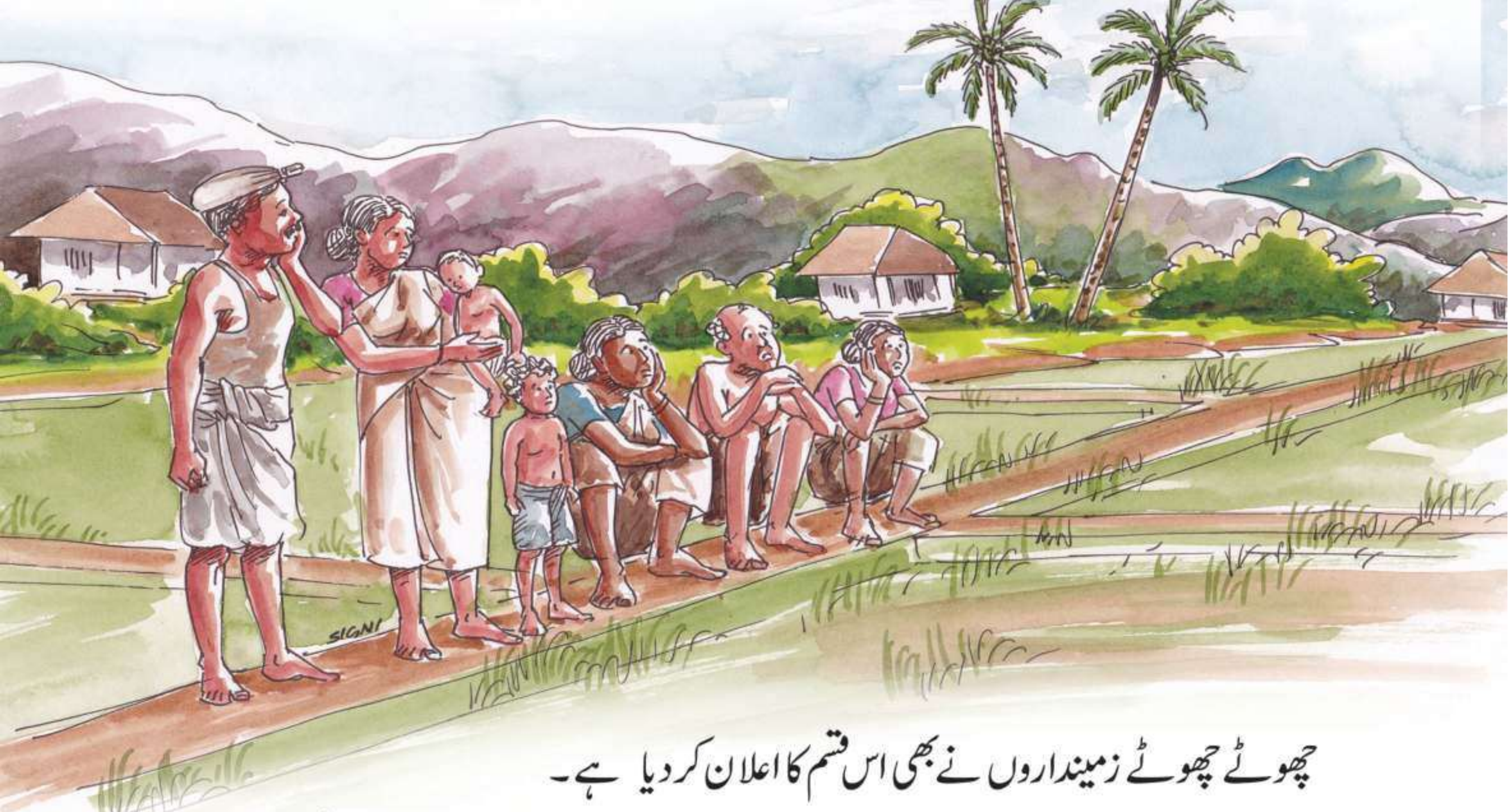

چھوٹے چھوٹے زمینداروں نے بھی اس قسم کا اعلان کر دیا ہے۔

زمینداروں کے اس نئے اعلان سے راگھو پور کے سارے کسان بدحواس تھے۔ کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اب کیا کیا جائے، کچھ جوان اور ادھیڑ آدمی محنت مزدوری کرنے شہر چلے بھی گئے تھے اور جو لوگ گاؤں میں تھے وہ قسمت آزمانے کو روز زمیندار کی خوش آمدیں کرنے جاتے یا کہیں بیٹھ کر آپس میں قسمت کے گلے کرتے یا مشورہ کرتے۔

زمینداروں نے کسانوں سے زمین تو لے لیں لیکن ان کے سامنے بھی ایک نیا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔ کسی کے پاس ساری زمین میں کھیتی کرنے کا سامان نہ تھا۔ بڑے سرکار کے پاس نہ تو آدمیوں کی کمی تھی اور نہ سامان کی، لیکن سب کے سب ان کی طرح مضبوط تو تھے نہیں اور جب کھیتوں میں ہل چلانے کا وقت آیا تو ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ اس بیچ میں کسانوں نے بھی مشورہ کر کے آپس میں فیصلہ کیا کہ کوئی زمینداروں کے کھیت میں کام نہیں کرے گا یا اگر کرے گا تو پھر پانچ سیر روز مزدوری لے گا۔

زمینداروں نے جب یہ بات سنی تو ان کو بہت غصّہ آیا اور سوچنے لگے کہ کس طرح اس

حالت کا مقابلہ کیا جائے۔

اس کھینچ تان کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وقت آ گیا اور زمینیں بنجر پڑی رہیں۔ زمیندار نہ کسان کو زمین واپس دینے پر تیار تھے نہ زیادہ مزدوری دینے پر اور جب کوئی کسان ادھر سے گزرتا اور اس زمین کا یہ حال دیکھتا جس میں کبھی اس کی کھیتی لہلہاتی تھی، اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔

گوبردھن نے یہ حال دیکھا تو پھر سب سے مشورہ کرنے لگا۔ اس کے پاس زمیندار کی بیس بیگھہ زمین تھی۔ اس کے لے لیے جانے کے بعد صرف تین بیگھہ اپنی زمین رہ گئی تھی اور اس سے اس کا اور خاندان بھر کا گزارہ ناممکن تھا۔ پھر جب وہ زمین کو دیکھتا تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آتا تھا لیکن کوئی بھی اسے کوئی مناسب مشورہ نہیں دے سکا تو ایک دن اس نے اپنے چند آدمیوں کو کہہ دیا اور دوسرے دن صبح سویرے اس زمین پر ہل چلا دیا۔ جس کو وہ برسوں سے جوتتا آیا تھا۔ جیسے ہی کھیت میں ہل چلتا نظر آیا ایک شور ہوا اور زمیندار کے تین آدمی اسے روکنے آئے لیکن گوبردھن نے ہل کو باہر لے جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اسے روکنے کے لیے آنے والوں میں رام لال بھی تھا اور ہمیشہ کی طرح اس کی ہاتھوں میں اس سے اونچی لاٹھی بھی تھی اور اس نے منع بھی کیا۔ لیکن اس کی آواز میں پہلا سا زور نہیں تھا اور نہ عادت کے مطابق اس نے آتے ہی لاٹھی چلائی۔ گوبردھن نے کہا۔

''جاؤ رام لال بھائی اپنے گھر۔ اب کیا دھرا ہے بچے بھوکے مریں گے تو ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ ہم کو روک کر تمھیں کیا مل جائے گا۔ تم چاہتے ہو کہ ہمارے بچے مر جائیں......''

لیکن رام لال نے زبردستی ہل سے بیل کھول کر ہانک دیے۔ اس کے ساتھ جو دو آدمی آئے تھے وہ بیلوں کو لے کر بنگلے پر جانے لگے تو گوبردھن کے بیٹے جیتو نے انھیں راہ میں گھیر لیا اور بولا۔

''تم بیل نہیں لے جا سکتے'' اور بیلوں کو پکڑ لیا۔ زمیندار کے بیٹے نے اس پر لاٹھی چلا دی۔ پھر کیا تھا دو چار کسان اور گئے اور دونوں طرف سے لاٹھی چلنے لگی۔ زمیندار کے آدمی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد مشورہ ہوا کہ سارے کسان زمینداروں کی وہ زمین جوت ڈالیں جو پہلے وہ جوتتے تھے اور دیکھا دیکھی چاروں طرف سے ہل بیل نکلنے لگے۔ زمینداروں کے پاس آدمی کم تھے اور جو وہ بھی بھروسے کے لائق نہیں۔ کیوں کہ انھیں کے بھائی بھتیجے کھیتوں پر ہل چلانے جا رہے تھے۔

آخر زمیندار خود اپنی بندوقیں لے کر گھروں سے نکل آئے اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ''جو بھی کسی کھیت پر ہل چلائے گا وہ گولیوں کا شکار ہوگا۔''

لیکن کسانوں میں جوش بہت زیادہ تھا۔ بندوقوں سے کوئی بھی نہ ڈرا، اور کھیتوں پر ہل چلا دیے گئے اور ہلوں کا چلنا تھا۔ گولیاں بھی چل پڑیں اور دیکھتے ہی دیکھتے کھیتوں میں بیسوں لاشیں گر گئیں۔

دوسرے دن گاؤں میں ہر طرف لال پگڑی والے سپاہی نظر آتے تھے اور دھڑا دھڑ گرفتاریاں ہو رہی تھیں۔ گوبردھن اور رام لال دونوں حوالات میں بند کیے گئے۔

''گوبردھن تم نے اچھا نہیں کیا۔ اتنا بڑا جھگڑا کر دیا۔'' ''دیکھو کتنوں کی جان گئی۔''

گوبردھن نے کہا۔ ''رام لال بھائی جینے کے لیے مرنا بھی ہوگا۔''

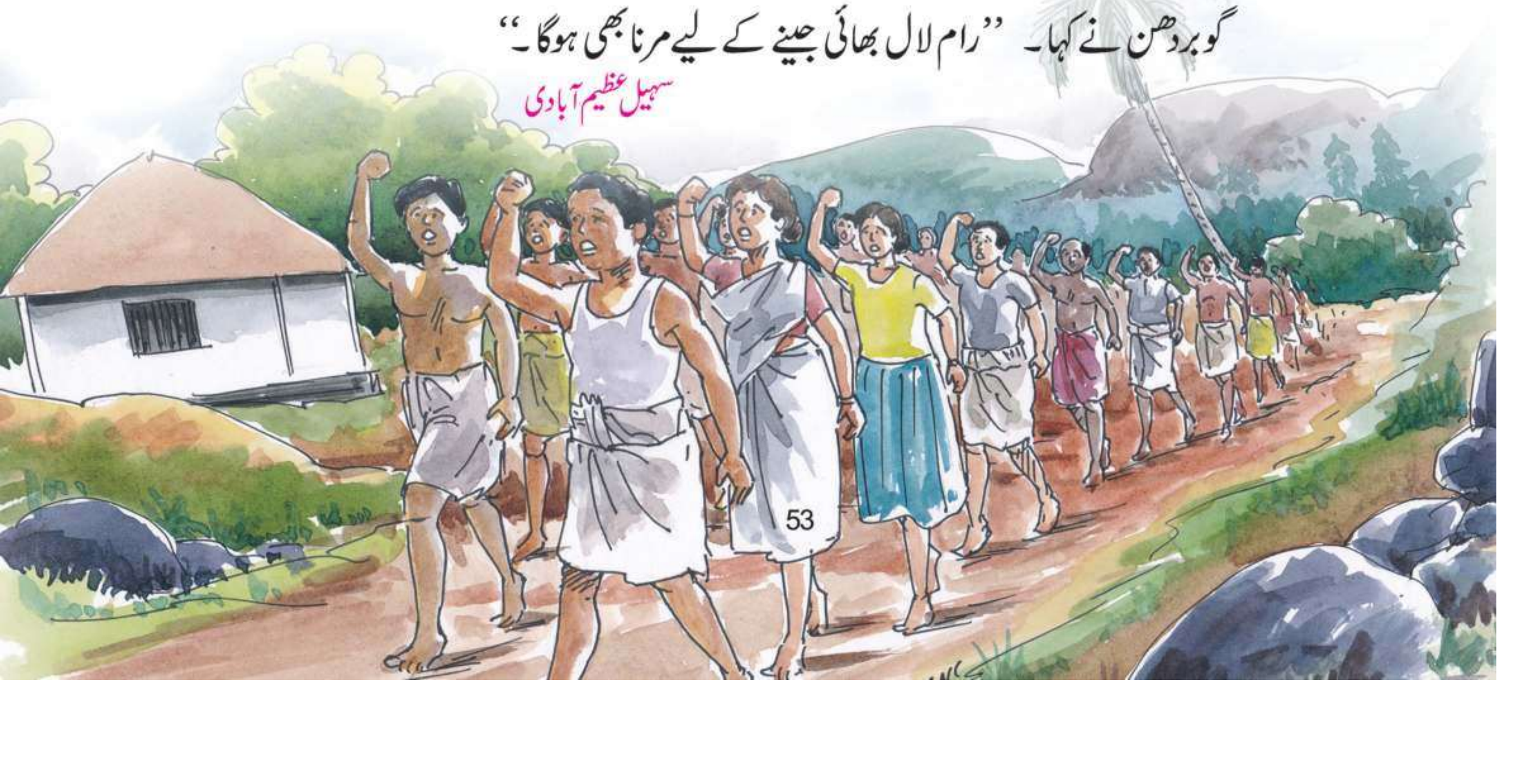

سہیل عظیم آبادی: سہیل عظیم آبادی کا شمار اردو کے مشہورا فسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ان کا اصل نام محمد مجیب الرحمٰن ہے۔ وہ ۱۵/ جولائی ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے۔ سہیل عظیم آبادی نے کئی رسائل ہفتہ وار اور روز نامہ شائع کیے ہیں۔ سحر نغمہ ان کا پہلا افسانہ ہے۔ کاغذ کی ناؤ، اسٹیشن پر، کمزوری، اور کل وہ مرگیا وغیرہ ان کے بہترین افسانے ہیں۔ ان کا انتقال ۲۹/نومبر ۱۹۷۹ء کو الہ آباد میں ہوا۔

پڑھیں لکھیں

☆ زمیندار نے کہا کہ جو رعیّت بھی میرے جتنی زمین جوتتا ہے اسے اب اس کے پاس نہیں جانا ہوگا۔ میں سب سے اپنی زمین واپس لیتا ہوں۔ بچّو، زمیندار کی بات سن کر کسانوں کے دل میں کیا کیا خیالات ابھر آئے ہوں گے۔ اپنے خیالات لکھیے۔

☆ زمیندار نے گاؤں کے کسانوں کی ساری زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ وہ کسانوں کو زمین واپس دینے اور مزدوری دینے کو تیار نہ تھے۔ بچّو! گاؤں والے اس کے خلاف ایک جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا ہے. اس کے لیے چند نعرے تیار کیجیے۔

☆ گاؤں میں ہر طرف لال پگڑی والے سپاہی نظر آتے تھے۔ گوبردھن اور رام لال دونوں حوالات میں بند کیے گئے۔ بچّو، راگھو پور گاؤں میں پھر کیا ہوا ہوگا؟ اس کہانی کو آگے بڑھائیے۔

دیگر سرگرمیاں

پریم چند

کرشن چند

سعادت حسن منٹو

☆ بچّو، یہ سب اردو کے مشہور افسانہ نگار ہیں۔ انٹرنیٹ اور گوشہء مطالعہ کی مدد سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرکے نوٹ تیار کیجیے۔

فرہنگ

- اپلا : Dung-cake, ചാണക വറളി
- اٹکانا : Stop hider, അടിഞ്ഞുകൂടുക
- اثنا : درمیاں، ഇടയിൽ، Interval, Middle
- احاطہ : Sarrounding ചുറ്റുപാടും
- احمق : بے وقوف
- ادھار : قرض debt,
- ارہر : A kind of pulse, തുവരപ്പരിപ്പ്
- ازل : ابتدا، ആരംഭം، Beginning
- اعلان : Announcement, വിളംബരം
- افسردہ : اُداس، ദുഃഖിതൻ، Dejected
- اکٹھا کرنا : to collect, ശേഖരിക്കുക
- الاؤ : انگیٹھی، തീക്കൂന، Bonfire
- انتظار کرنا : to wait, പ്രതീക്ഷിക്കുക
- انجان : Unknown, അജ്ഞാതം
- انگڑائی لینا : to yawn, മൂരിനിവരുക
- اوکھ : گنّا، پونڈا، കരിമ്പ്، Sugar cane
- اَوسان درست ہونا : ആശ്വാസമാവുക
- اُجاڑنا : برباد کرنا، നശിപ്പിക്കുക، to destroy
- آبرو : عزّت، فخر، അഭിമാനം، Honour

- آساڑھ : (مہینہ کا نام) ആഷാഢം
- آمدنی : Income, വരുമാനം
- آندھی : കൊടുങ്കാറ്റ്
- آنکھ جھپکنا : پلک نیچی ہونا
- آہٹ : پاؤں کی آواز
- باٹورے : بانٹ لو، വീതിച്ചോളൂ، Distribute
- بٹورنا : جمع کرنا، ശേഖരിക്കുക، to collect
- بدحواس : پریشان Restlessness
- بدنما : بدصورت، വിരൂപി، Ugly
- برق : بجلی
- بروگ : جدائی، വേർപാട്، Seperation
- بنجر پڑی زمین : Waste land തരിശ് ഭൂമി
- بھاری جسم لیے : വിഷമത്തോടെ
- بھٹکنا : Miss the right path, വ്യതിചലിക്കുക
- بھڑکنا : غصّہ ہونا، ദേഷ്യപ്പെടുക، Flare up
- بیدار کرنا : Alert, Awake, ബോധവത്കരിക്കുക
- بیساکھی : Crutch, താങ്ങുവടി
- بھیگہ زمین : زمین کی پیمائش
- بے تکلّف : بے ساختہ، Informally

پاٹیں گے : قریب قریب لانا

پازیب : Leg chain, പാദസരം

پپیہا : Hornbill, വേഴാമ്പൽ

پرال : بھُس، Husk, Chaff, തവിട്

پکّا : Confirmed, വിളഞ്ഞ

پگڑی : عمامہ، തലപ്പാവ്

پلنگڑی : Small cot

پنجہ : کف ، Open hand

وچیں گے : پوچھیں گے

پوس کی رات : മകരമാസ രാത്രി

پھاڑ دینا: കീറുക, to tear

پھدکنا : اچھلنا Jump

پھلواری : باغیچہ، Small garden,

ചെറുപൂന്തോട്ടം

پیادہ : Manager കര്യസ്ഥൻ

پیریں گے: بوئیں گے، محنت کریں گے

پیکر : ڈھانچہ، Embodiment, രൂപം

پُھوار : ہلکی ہلکی بارش، Drizzle, ചാറ്റൽമഴ

تابہ کہ : کب تک، ഏതു വരെ

تبسم : مسکراہٹ

تجربہ : Experince അനുഭവം

تدبیر : تجویز، حکمت

تسلیم کرنا : ماننا، അംഗീകരിക്കുക

تسلّی دینا: بہلانا

تکنا : دیکھنا

تلاطم : Storm, Dashing, കൊടുങ്കാറ്റ്

تلخ گھڑیاں: കയ്പ്പേറിയ നിമിഷങ്ങൾ

تنگ آنا : to fedup, മടുക്കുക

توازن : Balancing, സന്തുലനം

تہہ خانہ : Under ground,

تھانے دار: Inspector,

تھکی ہاری: Tired, ക്ഷീണിച്ചവശനായ

جاں فزا : دل خوش کرنے والا، Delight pleasure,

جرمانہ : Penalty, പിഴ

جرم : الزام Crime,

جگمگانا : چمکنا، Glitter, മിന്നുക

جلا وطن کرنا: Exile, നാടുകടത്തുക

جلال : جوش

جلوہ : رونق، Splendid, ശോഭ

جوتنا : ہل چلانا ഉഴുതുക

جھاڑ جھکولے: درخت

جھجھاہٹ: چمک، Glitter

جھوٹن : Waste, അവശിഷ്ടം

جھپٹنا : جھپٹنا Attack suddenly,

جیٹھ کا مہینہ : (مہینہ کا نام) ജ്യേഷ്ഠം

چٹانان : چٹانیں، പാറക്കല്ലുകൾ, Rocks

چرندہ : നാൽക്കാലി, Grazing Animal

چغلی خور : Back biter, പരദൂഷകൻ

چلّم بھرنا : ചെല്ലം നിറക്കുക, Fill hookabbow

چمٹانا : to embrace, ആലിംഗനം ചെയ്യുക

چہل قدمی: ഉലാത്തൽ, Walk, Stroll

چھاتی : سینہ، നെഞ്ച്, Chest

چھانٹا : تلاش کرنا

چھان بین: അന്വേഷണം, Enquiry

چھٹکنا : روشنی پھیلانا

چھلنا : ചെത്തുക, to scratch

حاجت : ضرورت، ആവശ്യം, Need

حالِ زار : ശോച്യാവസ്ഥ, Weeping condition

حرارت : گرمی، ഉഷ്ണം, Hot

حسرت : تمنّا، ആഗ്രഹം, Wish

حمام : കുളിപ്പുര, Bath room

حمیت : ആത്മാഭിമാനം, Sense of honour

حوض : ജലസംഭരണി, Reservoir, Tank

حیاتیاتی کھاد: ജൈവവളം, Bio-manure

خاتمہ : انجام، പര്യവസാനം, End

خزاں : ശരത്കാലം, Autumn

خلق : عادت، خصلت، സ്വഭാവം, Behaviour

خوشامد : മുഖസ്തുതി, Flattery

خیرات : مفت، സൗജന്യം, Alms, Free

داخل ہونا: പ്രവേശിക്കുക, To enter

دالان : برآمدہ، വരാന്ത, Varanda

دشت : جنگل، Forest

دفعتاً : اچانک، പെട്ടെന്ന്, Suddenly

دفن کرنا : മറവ് ചെയ്യുക, Burry

دور ہٹنا : അകന്നുനിൽക്കുക

دہائی : فریاد

دھکّا دینا : തള്ളുക, Jostle, Push

دیار : شہر، പട്ടണം, Country, Region

دیر لگانا : വൈകുക, Late

دیرینہ : پرانا، പഴയ, Old

دیوانِ خاص: دربار ہال

ڈبڈبانا : കണ്ണീരണിയുക, Fill with tears

ڈھلنا : تبدیل ہونا

ذمّہ داری: ഉത്തരവാദിത്വം, Responsibility

رشوت : കൈക്കൂലി, Bribe

رطوبت : تری، نمی، Moisture

رعیت : കുടിയാൻ Tenant

رقیب : حریف، പ്രതിയോഗി, Rival

رکاوٹ : Obstacle, തടസ്സം

رنجیدگی : رنجش، اُداس، ദുഃഖം, Sadness

رنگے ہاتھ: Red handedly,തൊണ്ടിസഹിതം

روبرو : آمنے سامنے، മുഖാമുഖം, Face to face

رہائی : نجات، മോചനം, Release

زار زار رونا: തേങ്ങിക്കരയുക

زمیندار : ജന്മി Landlord

زہریلا : Poisonous, വിഷമയം

سرآنکھوں پر : More respect, സസന്തോഷം

سرسری نظر : Skipping view, കണ്ണോടിക്കുക

سڑی چیز : Rotten, അഴുകിയ വസ്തു

سلائی : Stitching, തുന്നൽ

سمت : جانب، ദിശ, Direction

سنسناہٹ: കാറ്റിന്റെമർമ്മരം

سہلانا : مس کرنا، തടവുക, Rub gently

سیّارہ : Planet, ഗ്രഹം

سپہ سالار: Commander in chief,

سُست : کاہلی മടിയൻ

شانہ : کندھا، ചുമൽ, Shoulder

شائع شدہ: Published,

شرار : چنگاری flame

شگون : Omen, ശകുനം

شیشہ : Glass

ضد کرنا : ശാഠ്യം പിടിക്കുക

طاق : Recessin wall, പഴുത്

عطرفروش: Perfume seller, സുഗന്ധ വ്യാപാരി

عوامی صحت: Public Health, പൊതുജനാരോഗ്യം

عیش پسند: آرام پسند، സുഖലോലുപൻ

غائب : اوجھل، അദൃശ്യം, Invisible

غرق : ڈوب، മുങ്ങൽ, Drowning

غول : گروہ، സംഘം, Group

غیرت : عزت

فالتو زمین: بے کار زمین، പാഴ്ഭൂമി, Waste land

فروخت : to sell, വിൽപന

فصل کٹائی: വിളവെടുപ്പ്

فقرہ : Sentence, വാക്യം

فوری دوا : പ്രാഥമിക ഔഷധം

قابو پانا: Under control, നിയന്ത്രിക്കുക

قحط : Drought, ക്ഷാമം

قرار : چین، സ്വസ്ഥത, Rest

قسمت آزمانا : ഭാഗ്യംപരീക്ഷിക്കുക

قطرہ : بوند، തുള്ളി, Drop

قلّت : کمی، Shortage

قہر : آفت, Disaster

کاٹورے: کاٹ لو

کارزار : عمل کا میدان

کثرت میں وحدت: Unity in diversity,

کلائی : Wrist, കൈക്കുഴ

کلیجہ : Liver, കരൾ

کلیدی : مرکزی

کمبخت : Scoundrel, കുരുത്തംകെട്ടവൻ

کہرام سا مچ گیا : رونا پیٹنا

کھٹولا : چھوٹا پلنگ، കട്ടിൽ

کھیتاں : کھیتیاں، കൃഷിയിടം, Field

کھیر : خیر

کھینچ تان : کشمکش, സംഘർഷം

کیفیت : Situation, അവസ്ഥ

کیمیائی کھاد : Chemical manure, രാസവളം

گاڑھا : Thick, കട്ടിയുള്ള

گردن چھوٹنا : ബാധ്യത ഒഴിവാക്കുക

گردن : Neck, കഴുത്ത്

گروی : Martigage, പണയം

گڑھا : Pit, കുഴി

گلہ : شکوہ، Complaint, പരാതി

گواہ : Witness, സാക്ഷി

گھٹنا : Knee, കാൽമുട്ട്

گڑا کھودنا: Digging a pit, കുഴിക്കുക

گھونٹنا : دبانا، Press, അമർത്തുക

لالٹین : റാന്തൽ Lantern

لاثانی : Matchless, അതുല്യം

لاچار : Helpless, നിരാലംബൻ

لاش : Dead body, മൃതശരീരം

لبریز : بھرا ہوا، Filled, നിറഞ്ഞ

لٹنا : برباد ہونا

لڑکھڑانا : Stagger, ഇടറുക

لمحات : Seconds, നിമിഷങ്ങൾ

لہجہ : Style, ശൈലി

لیٹنا : Lay down,

لَو : Flame, നാളം

متھا ٹھنکنا : നെറ്റിചുളിക്കുക Scowl:

مچلنا : Wring, കുതറുക

مچھندر : Person with large moustache, കൊമ്പൻമീശക്കാരൻ

مچھیرا : Fisher man, മുക്കുവൻ

مخاطب ہونا : to address അഭിസംവോദനം ചെയ്യുക

مخلوط : ملی جلی

مرحبا : خوش آمدید، خیر مقدم، Welcome

مرمّت : Repair, അറ്റകുറ്റപ്പണി

مروّت : رحم دلی، Kindness, Favour, ദയ

مزار : Tomb, ശവകുടീരം

مسائل : Problems, പ്രശ്നങ്ങൾ

مسرّت : خوشی، شادمانی، Happy, സന്തോഷം

مشترکہ تہذیب : സമ്മിശ്ര സംസ്കാരം

مشتِ غبار : Hand full of dust, ഒരുപിടി മണ്ണ്

مصائب : Difficulties, പ്രയാസങ്ങൾ

مضمحل : کمزور، അവശൻ

مقالہ : Article, പ്രബന്ധം

مقدّس : Holy, പവിത്രം

مقرِّر : Orator, പ്രസംഗകൻ

ملاوٹ : Adulteration, മായം

ممکن : Possible, സാദ്ധ്യം

منحوس : Unlucky, അവലക്ഷണം

منعم : دولت مند

Beneficent, ഉദാരമതി

منوانا : تسلیم کرانا പ്രീണിപ്പിക്കുക

منہ موڑنا : മുഖം തിരിക്കുക

موچی : Cobbler, ചെരുപ്പുകുത്തി

موڑنا : مڑنا، Divert, തിരിക്കുക

مونچھ : Moustache, മീശ

میسر ہونا : ملنا، Get, കിട്ടുക

میل ملاپ : دوستانہ، യോജിപ്പ്

میل : Dirt, അഴുക്ക്

نازنین : دلفریب، Attractive, മനംകവരുന്ന

نبض : Pulse

نشر کرنا : to transmit,

സംപ്രേഷണം ചെയ്യുക

نظر بند : قید میں رکھنا، Kept in prison,

نوے : نئے، New

نہر : Canal, ജലാശയം

نھائی نھاٹنا : کمانا،

to earn, സമ്പാദിക്കുക

نیل گائے : കാട്ടുപശു

وبائی امراض : പകർച്ച വ്യാധി

وراثت : Inheritance,

അനന്തരസ്വത്ത്

وقار : شان وشوکت

Dignity, പ്രൗഢി،

ولولہ : جوش، Enthusiasm, ആവേശം

ہانک دینا : തെളിക്കുക

ہٹا کٹا : موٹا تازہ، Stout, തടിമാടൻ

ہجر : جدائی، Seperation, വേർപാട്

دعا

خدایا دولت عِلم وہنر اپنا مقدر ہو
ہماری زندگی تیری تجلّی سے منور ہو
ہمیشہ سچ کہیں اور جھوٹ سے دامن بچائیں ہم
وہی ہو بات ہونٹوں پر جو اپنے دل کے اندر ہو
بھلائی سے محبت ہو برائی سے عداوت ہو
یہی اپنا طریقہ ہو یہی ہم سب کا محور ہو
کرے دشمن ہمارا لاکھ ہم سے دشمنی لیکن
خطائیں بخش دینا ہی ہمارے حق میں بہتر ہو
محبت نوعِ انسانی سے کرنا، تیری خوش نودی
ہماری زندگی خوشبوئے الفت سے معطر ہو

شفیع الدین نیّر

رباعی ۱

گر جیب میں زر نہیں تو راحت بھی نہیں
بازو میں سکت نہیں تو عزّت بھی نہیں
گر علم نہیں تو زور و زر ہے بے کار
مذہب جو نہیں تو آدمیت بھی نہیں

رباعی ۲

برادر برادر کا ہے خونی
اخوت کی بستی آج سونی
آج یوسف نالاں ہے بھائیوں سے
یا اخوتی و لا تقتلونی

صبح کا نظارے

جاگا ہے بوٹا بوٹا، چٹکا ہے غنچہ غنچہ
چمکا ہے ذّرہ ذّرہ، روشن ہے چپّہ چپّہ
گردوں پہ جگمگاہٹ کھیتوں میں لہلہاہٹ
چڑیوں کی چہچہاہٹ کلیوں کی مسکراہٹ
شبنم کے آئنے کا عکس چمن دکھانا
پتوں کا شاد ہونا اور تالیاں بجانا
پھولوں میں دلکشی ہے، کانٹوں میں تازگی ہے
ہر دل میں اک خوشی ہے، ہر سمت روشنی ہے
ہر شے ہے خوب صورت، رنگین ہر نظر ہے
سچ پوچھیے تو منظر کیسے ہیں پیارے پیارے

سعادت نظیر

غزل

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آ سکے میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں
میرا رنگ روپ بگڑ گیا مرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اجڑ گیا میں اسی کی فصلِ بہار ہوں
میں نہیں ہوں نغمۂ جاں فزا مجھے سن کے کوئی کرے گا کیا
میں بڑے بروگ کی ہوں صدا میں بڑے دکھوں کی پکار ہوں
نہ تو میں کسی کا حبیب ہوں نہ تو میں کسی کا رقیب ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں
پئے فاتحہ کوئی آئے کیوں کوئی چار پھول چڑھائے کیوں
کوئی آ کے شمع جلائے کیوں میں وہ بے کسی کا مزار ہوں

بہادر شاہ ظفرؔ